طالبان

18

مجلہ تحریک طالبان پاکستان

محرم الحرام ۱۴۴۴ ہ ق بمطابق اگست ۲۰۲۲ ء

- تذکرۂ فاروق و حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہما
- محرم الحرام کی وجہ فضیلت اور خرافات
- وزیر اطلاعات تحریک طالبان پاکستان مفتی غفران حفظہ اللہ کے ساتھ خصوصی انٹرویو



UMAR MEDIA

فہرست مضامین



اداریہ

یہ دیس جگمگائے گا نورِ لا الٰہ سے

اگست کا مہینہ آتے ہی آزادی کے حقیقی شعور سے ناواقف پاکستانی قوم، نام نہاد آزادی کا ڈھنڈورا پیٹنا شروع ہو جاتی ہے۔ جشن آزادی کے نام پر ایسی ایسی خرافات نے جنم لے لیا ہے کہ الامان والحفیظ۔ عوام سے تو کیا گلہ مگر اب تو خواص بھی اس نام نہاد آزادی کا جشن منانے کی دوڑ میں شامل ہو چکے ہیں۔ وہ جن کا کام اس ملک میں نفاذ شریعت کی جدوجہد کرنا تھا، عوام کو شریعت کے عملی نفاذ کے لیے ابھارنا تھا، جو کہ اس ملک کی بنیاد ہے، جس کے لیے ہمارے آباء و اجداد نے قربانیاں دیں، ہجرتیں کیں، مصائب اور تکالیف کو ہنسی خوشی برداشت کیا کہ ہم ایک ایسی ریاست کی بنیاد رکھیں گے جہاں عملی طور پر اسلام کا غلبہ ہو گا، شریعت اسلامیہ حاکم ہو گی، قرآن کا قانون ہو گا، ایک فلاحی معاشرہ ہو گا، امن و امان ہو گا، اور مسلمان ہنسی خوشی احکامات شریعت پر عمل کر سکیں گے۔

یہ وہ خواب تھے جو قربانیاں دیتے وقت ہمارے آباء و اجداد کی آنکھوں میں تھے، مگر بدقسمتی سے یہ خواب ابھی تک شرمندۂ تعبیر نہ ہو سکے۔ مگر اب خواص بھی ان خوابوں کو بھلا چکے ہیں۔ علماء کرام (جن کا کام عوام کی ذہن سازی کرنا اور انہیں احکامات شریعت سے محبت سکھلانا، عملی طور پر ملک میں نفاذ شریعت کے لیے کوشش کرنا اور وحدت امت کا درس دینا تھا، وہ) بھی اب مدارس اور مساجد میں بیٹھ کر عوام کو وطن پرستی سکھلا رہے ہیں۔ گلے میں جھنڈے ڈال کر پرچم کشائی کی تقاریب ہو رہی ہیں۔ اس بات کا کوئی غم ان کے چہروں سے عیاں نہیں ہوتا کہ پچھتر سال سے زائد کا عرصہ گزرنے کے باوجود بھی اس ملک میں اسلامی نظام نافذ نہیں ہو سکا۔ مذہبی لوگ بھی (خواہ وہ پاکستان کے ہوں یا ہندوستان کے) وطن پرستی میں بری طرح مبتلا ہو چکے ہیں اور انہوں نے اعلانیہ وطن پرستی کی حمایت شروع کر دی ہے۔

علامہ اقبال رحمہ اللہ نے فرمایا تھا:

ان تازہ خداؤں میں بڑا سب سے وطن ہے
جو پیرہن ہے اس کا وہ مذہب کا کفن ہے
اقوام میں مخلوق خدا بٹتی ہے اس سے
قومیت اسلام کی جڑ کٹتی ہے اس سے

حیرت ہے ان علماء کرام پر جو پاکستان میں سود میں جکڑی ہوئی معیشت، انگریزوں کے بنائے ہوئے کالے قانون پر چلتی ہوئی عدلیہ، پارلیمنٹ اور بیورو کریسی، حد درجہ ظلم اور نا انصافی، قتل و غارت گری، رشوت، لوٹ مار، بے روزگاری اور چوری چکاری ہونے کے باوجود پاکستان کی آزادی کا جشن منا رہے ہیں۔

وائے ناکامی متاعِ کارواں جاتا رہا
کارواں کے دل سے احساسِ زیاں جاتا رہا

آزادی کا جشن منائیں، ضرور منائیں!

مگر اُس وقت، جب ملک پاکستان کے اندر دین اسلام کا غلبہ ہو، قرآن کا قانون ہو، عدل وانصاف ہو، امن ہو، بھائی چارہ ہو، اخوت ہو اور شریعت کی بالا دستی ہو۔ ان شاءاللہ وہ دن دور نہیں جب پاکستان حقیقی معنوں میں آزاد ہو گا اور یہاں اسلام کی حکمرانی ہو گی۔ مگر اس کے لیے پاکستانی قوم کو بھرپور جدوجہد کرنی ہو گی، ملک پر قابض اس ظالم فوج اور انگریزوں کے بنائے ہوئے کالے قوانین کو جڑ سے اکھاڑ پھینکنا ہو گا اور اس کی جگہ اسلام کا عادلانہ قانون نافذ کرنا ہو گا تب کہیں جا کر ہم حقیقی معنوں میں آزاد ہوں گے اور آزادی کا حقیقی جشن منانے کے قابل ہوں گے۔

آزادی کا مفہوم اور پاکستان

مولانا عبدالحمید آفریدی



۱۴ اگست قریب آتے ہی پورے ملک میں خوشی کا سماں ہوتا ہے، کیونکہ یہ وہ تاریخ ہے جس میں برطانوی سامراج کی غلامی سے برصغیر (پاک و ہند) کے عوام نے بظاہر چھٹکارا پایا تھا، چونکہ آزادی اللہ تعالیٰ کی ایک بہت بڑی نعمت ہے، اس لئے پاکستان کے عوام چودہ اگست کی خوشی بڑے زور شور سے مناتے ہیں، مگر افسوس! اکثر لوگ آزادی کے صرف خوشنما لفظ سے واقف ہیں، اس کی حقیقت اور قیمت نہیں جانتے۔ وہ یہ بھی نہیں جانتے کہ آزادی کیا ہوتی ہے؟ نئی نسل تو آزادی کے یہ معنی جانتی ہے کہ موٹر سائیکل سے سائلنسر نکال کر خود سمیت دوسروں کو اذیت میں مبتلا کریں، پاکستانی پرچم کا نقش اپنے چہرے پر بنا کر بھوت کی شکل اختیار کریں، کپڑوں پر رنگارنگ بیجز لگا کر تاجروں کی کمائی میں اضافہ کریں، دُکان، گاڑی اور مکان سبز ہلالی پریروں سے سجا کر فضول خرچی کریں، کئی سارے نوجوان ایک رنگ اور ایک طرز کے نئے لباس بنوا کر پکنک کے نام پر فحاشی و عریانی کا سیلاب بد تمیزی برپا کریں، جناح کے مزار پر جا کر خواتین کی عصمت دری کے ریکارڈ قائم کریں، وغیرہ وغیرہ۔

حالانکہ آزادی تو خود مختاری و خودداری کو کہتے ہیں،
آزادی تو غیروں کے تسلط سے چھٹکارا پانے کو کہتے ہیں،
آزادی تو اُس وقت آزادی ہوتی ہے جب آدمی اپنے معاملات طے کرنے میں بااختیار ہو، اُسے غیروں کے اشاروں پر چلنے کی ضرورت نہ ہو،
آزادی تو اِسے کہتے ہیں کہ جب آدمی کوئی فیصلہ یا کام کرے تو اُسے کسی کی ناراضگی کی پرواہ نہ ہو وہ اس معاملے میں بے پرواہ ہو۔
مذکورہ بالا آزادی کے چاروں معنوں کے لحاظ سے پاکستان ایسا ہے جیسے پیاسے شخص کو صحرا میں دور سے سراب پانی نظر آتا ہو، مگر جب وہ اُس جگہ پہنچتا ہے تو سوائے مزید پیاس کے کچھ حاصل نہیں ہوتا، اور ایڑیاں رگڑ رگڑ کر مر جاتا ہے۔ یا اس کی مثال ایسی ہے کہ جب کوئی چھوٹا بچہ گرتا ہے تو بڑے اُسے تسلی کے لیے کہتے ہیں:

”دیکھو! میرے لڑکے نے کیا زبردست چھلانگ لگائی“ اور وہ بچہ بھی اُن کی باتوں میں آ کر سمجھتا ہے کہ اُس نے کوئی بڑا کارنامہ سرانجام دیا ہے، مگر حقائق حقائق ہوتے ہیں، کوئی سمجھے یا نہ سمجھے۔
اگر آپ آزادی کا معنی سمجھ گئے ہوں تو بہت اچھا، ورنہ میں بھی آرام سے بیٹھنے والا نہیں، اس لیے کہ میں نے عہد کیا ہے کہ آپ کو آزادی کا معنی سمجھا کے ہی دم لوں گا۔ ان شاء اللہ

میرے بھائیو! بعض چیزیں ایسی ہوتی ہیں جن کی حقیقت ضد سے پہچانی جاتی ہے، بلکہ بسا اوقات ضد سے آسانی کے ساتھ معنی سمجھ میں آ جاتا ہے۔ ”آزادی“ کی ضد ”غلامی“ ہے، غلامی کا معنی اہلِ لُغت نے ”بندگی و اطاعت“ بیان کیا ہے۔ یعنی جب کوئی شخص، کوئی قبیلہ، یا کوئی نسل و قوم اپنے غیر کی اطاعت و بندگی اختیار کرنے لگتا ہے تو یہ اُس کا غلام کہلاتا ہے، اور جس کی اطاعت اختیار کی گئی ہو وہ اُس کا مولا و آقا کہلاتا ہے۔
اب اس معنی کو موجودہ دور میں تطبیق (فٹ) کرنے کی کوشش کرتے ہیں، کہ آیا ہم (پاکستانی، بشمول حکمران طبقے) آزاد ہیں یا غلام؟ ہماری حیثیت دنیا میں آقا کی سی ہے یا غلام کی سی؟ ہم غیروں کے مُطیع ہیں، یا غیر ہمارے مُطیع و باج گزار ہیں؟ آیا ہم آرڈر (حکم) کرتے ہیں اور غیر اس کو عملی جامہ پہناتے ہیں یا معاملہ اس کے برعکس ہے؟
اگر آپ کو سوچنے، تجزیہ کرنے اور حالات کو پرکھنے کی فرصت نہ ہو اور اس وجہ سے آزادئ پاکستان کی حقیقت سمجھ میں نہ آ رہی ہو تو پریشان ہونے کی ضرورت نہیں، کیونکہ ہم کچھ ایسے سوالات یہاں ذکر کرتے ہیں جن کے جوابات دل و دماغ میں سوچنے کے بعد آپ کی سمجھ میں یہ بات آ جائے گی کہ اہلیانِ پاکستان جس چیز کو آزادی سمجھ کر خوشی مناتے ہیں وہ درحقیقت آزادی نہیں بلکہ آزادی کا فریب ہے۔

کسی ملک کی آزادی اُس وقت کیا معنی رکھتی ہے کہ ایک جیتی ہوئی جنگ امریکی آقا کے کہنے پر چھوڑ کر شکست میں تبدیل کی جائے؟ (جیسے کارگل جنگ کے موقع پر نواز شریف اور اُس وقت کے آرمی چیف پرویز مشرف نے کیا)
کیا اُس وقت بھی ہم اپنے آپ کو آزاد سمجھیں گے کہ امریکی خوف کی وجہ سے اپنے ہم مذہب لوگوں کے خلاف ہم (پاکستانیوں) نے

غیروں کا ساتھ دیا ہو؟ (جیسے عراق میں صدام حسین کے خلاف اُس وقت کے حکمرانوں اور فوجی جرنیلوں نے کیا)
کیا اب بھی ہم آزاد ہیں کہ محض ایک ٹیلی فونک دھمکی پر ہم (پاکستانیوں) نے غیروں کو مسلمانوں کے خلاف عسکری مراکز دیدیئے۔ (جیسے امارتِ اسلامی افغانستان کے خلاف پاکستان کے فوجی ڈکٹیٹر پرویز مشرف نے کیا)

یہ کونسی آزادی ہے کہ حکومت پاکستان مسلمانوں کے خلاف غیروں کی عسکری ساز و سامان کی حفاظت مجبور اور بے اختیار ہو کرے؟ (جیسے امارتِ اسلامی افغانستان کے خلاف پاکستان کا حکمران طبقہ اور فوجی ٹولہ ۲۰ سال فوجی ساز و سامان کی حفاظت کرتا رہا)

کیا ایسا تو نہیں کہ ہمارے حکمران طبقے نے مسلمانوں کے خلاف اپنی فضائی، سمندری اور زمینی حدود استعمال ہونے پر اپنی سیاسی بصیرت پر حُجت بازی کی ہو اور قوم نے اس پر داد دی ہو؟ (جیسے امارتِ اسلامی افغانستان کے خلاف اُس وقت کے فوجی ڈکٹیٹر پرویز مشرف اور پاکستانی قوم نے کیا)

کیا ایسا تو نہیں کہ ہم (پاکستانیوں) نے ۶۰۰ سے زائد مہمان مسلمان مرد و عورت، بوڑھے اور بچوں کو پکڑ پکڑ کر امریکی آقاوں کے حوالے کیا ہو؟ اور اس پر فخر بھی کیا ہو؟
کیا ایسا تو نہیں کہ پاکستان کے حکمرانوں نے اپنی قوم کی بیٹی (ڈاکٹر عافیہ صدیقی) اپنے اقتدار کو طول دینے اور چند ڈالر کی خاطر امریکی آقاوں کو تحفہ میں دی ہو؟
کیا ایسا تو نہیں کہ ہم (پاکستانیوں) نے غیروں کے اشارے پر غیروں کی جنگ اپنے ہم وطنوں کی طرف موڑ دی ہو؟ جسے حکمران تاحال مسلط کئے ہوئے ہوں۔
کیا ایسا تو نہیں کہ ہم (پاکستانیوں) نے اپنے ہم وطنوں (طلبہ و طالباتِ جامعہ حفصہ و لال مسجد) پر فاسفورس بم اس لیے برسائے تاکہ چینی اور امریکی آقا خوش ہوں؟)
کیا ایسا تو نہیں کہ ہم (پاکستانیوں) نے اپنے قبائلی بھائیوں کے خلاف سخت آپریشنز اس لیے کیے تاکہ امریکی آقا کی خوشنودی حاصل کی جائے؟
میرے دوستو! اگر ان سوالات کے جوابات سے بھی آزادی کا مفہوم آپ کے دماغ میں نہ آتا ہو تو ایک اور انداز سے سمجھانے کی کوشش کرتا ہوں۔

کیا امریکہ و برطانیہ کے ساتھ ہمارے تعلقات برابری کے سطح پر ہیں؟
کیا امریکہ اور برطانیہ وغیرہ نے پاکستان کے دشمنوں کو "سیاسی پناہ" کے نام پر اپنے یہاں نہیں رکھا ہے؟
کیا ریمنڈ ڈیوس (جیسا کرائے کا امریکی قاتل) کو محض امریکی ہونے کی وجہ سے پاکستانی حکمرانوں نے باعزت رہا نہیں کیا؟
کیا پاکستان کے حکمرانوں نے ہمیشہ انتہائی ذلت کے ساتھ امریکہ اور عالمی اداروں کے سامنے بھیک کے لیے ہاتھ نہیں پھیلائے؟
کیا امریکہ نے کیری لوگر بل ہتک آمیز شرائط کے ساتھ منظور کرنے اور وہ بھی بار بار ڈو اکر کئی سالوں تک پاکستان کی تذلیل نہیں کی؟
کیا پاکستان پر مسلط ٹولہ ہر سال آئی ایم ایف وغیرہ مالیاتی اداروں سے ایسی غیر شرعی شرائط سے سودی قرضے نہیں لیتا جس نے اہلیانِ پاکستان اور معیشت کی کمر توڑ دی ہے؟ (موجودہ حکمران شہباز شریف چند ارب ڈالر سودی قرضے کے لئے پوری قوم کو ذلیل کیا)

کیا اہلیانِ پاکستان کے علم میں نہیں کہ پاکستان کے ایئرپورٹس، ہائی ویز، بندرگاہوں وغیرہ کو عالمی اداروں کے پاس گروی رکھوانے اور ایٹم بم کو بیچنے کے لئے مغرب کی طرف سے وطن عزیز پر مسلط کردہ غلام حکمران ہر وقت خریدار کے چکر میں اِدھر اُدھر کی چکر لگا رہے ہیں؟
کیا امریکہ کی خوشنودی کے لئے محسن پاکستان "ڈاکٹر عبد القدیر خان" کی تذلیل پاکستان کے حکمرانوں نے نہیں کی؟
کیا پاکستان کے عوام کے اذہان سے یہ بات نکل گئی ہے کہ پاکستان کے زیادہ تر سیاسی لیڈرز اُن خاندانوں کے صاحبزادگان ہیں جن خاندانوں نے پوری زندگی برٹش گورنمنٹ کی غلامی میں مسلمانوں کو دو صدیوں تک ذلیل کیا؟ اور اَب اپنے ذاتی مفادات کی خاطر وطنِ عزیز کو ٹکڑے ٹکڑے کرنے میں مصروف ہیں!
کیا پاکستان کا سیاسی حکمران طبقہ اپنا قبلہ امریکہ و برطانیہ نہیں سمجھتا؟ کہ جب بھی الیکشن کا موقع ہوتا ہے تو الیکشن سے پہلے اور الیکشن کے

فوری بعد اُن کا رُخ امریکہ اور برطانیہ کی طرف ہوتا ہے، بلکہ الیکشن کی بجائے سلیکشن کے لیے ان کی دوڑ دھوپ زیادہ ہوتی ہے۔

جب بھی پاکستان کے سیاسی میدان میں مشت و گریبانی کی نوبت آتی ہے تو معاملات حل کرنے لندن یا واشنگٹن کا رُخ کرنا کیا معنی رکھتا ہے؟

جب پاکستان کے حکومتی سٹیج پر وردی میں ملبوس جلّاد نظر آنے لگتے ہیں (جو در حقیقت امریکی پالیسی کا حصہ ہی ہوتا ہے) تو انہیں ہٹانے اور اُن کی جگہ خود بیٹھنے کی کوششیں کہاں سے کی جاتی ہیں؟ آیا امریکہ و برطانیہ براہِ راست اس معاملے میں دخل اندازی نہیں کرتے؟

کیا آپ کے علم میں نہیں کہ برطانیہ اور امریکہ نے شروع ہی سے یہ طے کر رکھا ہے کہ برطانیہ پاکستان کی سیاسی پالیسی مرتّب کرنے اور امریکہ پاکستان کی فوج و عسکری پالیسی بنانے کا اختیار مند ہوگا؟

کیا پاکستان کے بننے سے لیکر آج تک پاکستان کا عدالتی نظام برطانوی آقاؤں (لارڈ میکالے وغیرہ) کے بنائے ہوئے نظام کے تابع نہیں؟

آزادی پاکستان پر اتنے سوالات کے باوجود کوئی نہ سمجھے تو ایسوں سے ہمیں کوئی گلہ نہیں، معلوم ہوتا ہے کہ ان کے دل و دماغ پر اللہ تعالی نے ناسمجھی کا مہر لگا رکھا ہے جن کے متعلق اردو کا مقولہ ہے: لاتوں کے بھوت باتوں سے نہیں مانتے۔

معزز قارئین! سیاسی آزادی کی مخالفت کوئی بھی عقلمند شخص نہیں کر سکتا، مگر سیاسی آزادی کے ساتھ فکری آزادی بھی مطلوب ہے جو پاکستان کے اربابِ اقتدار کو تاحال حاصل نہ ہو سکی، بلکہ اربابِ اقتدار کو تو سیاسی آزادی بھی حاصل نہیں، کیونکہ ان کی سیاست اب تک لندن سے کنٹرول ہو رہی ہے، حکمرانوں نے ملک کا تعلیمی نصاب بیرونی دباؤ پر ایسا مقرر کر رکھا ہے جس سے پاکستان کی نظریاتی حدود کی پامالی کے سوا کوئی اور امید رکھنا فضول ہے۔ بلکہ اب تو گلوبلائیزیشن کے دلدادہ جدید تعلیم یافتہ طبقہ پاکستان کی جغرافیائی حدود بھی کراس کرنے کے چکر میں ہے۔ پاکستان کے حکمران اپنی عیاشی کی خاطر پورے پاکستان کو ایسی معاشی غلامی میں دھکیل چکے ہیں، جس سے کئی دہائیوں تک نکلنے کی صورت دکھائی نہیں دیتی، پاکستان کے حکمرانوں نے ملک کے تمام اداروں میں ظالمانہ نظام (سودی اور سرمایہ دارانہ نظام) کو حاکم کیا ہوا ہے، جس کی بدولت مہنگائی اتنی بڑھ گئی ہے کہ غریب عوام خودکشی کرنے پر مجبور ہیں۔

میرے دوستو اور بھائیو! حقیقت یہ ہے کہ پاکستان سیاسی طور پر کبھی بھی آزادی کی نعمت سے لطف اندوز نہیں ہوا ہے، ہمیشہ مغرب کی غلامی کا طوق گلے میں لٹکائے رکھا ہے، مگر یہ اتنی خطرناک بات نہیں، کیونکہ کسی بھی وقت اہلیانِ پاکستان میں شعور و آگاہی آتے ہی اسے حاصل کیا جا سکتا ہے، خطرناک بات یہ ہے کہ آزادی کی آڑ میں پاکستان کے مسلمانوں کو اللہ تعالی کا باغی بنانے کا پروگرام ہر سٹیج سے بڑے زور و شور سے جاری ہے، آج کل آزادی کا نعرہ اتنا عام ہو چکا ہے کہ ہر عام و خاص کی زبان پر جاری ہے، آزادی کا نعرہ آج کل جتنا عام ہے کہ شاید ہی کوئی اور نعرہ اتنا عام ہو۔ ہم دیکھتے ہیں کہ ہر کتاب، ہر کالم، ہر کانفرنس، ہر قوم و نسل کے یہاں ایک ہی بات کہی جاتی ہے کہ "ہم آزاد ہیں"، "ہم آزادی چاہتے ہیں"، "ہماری آزادی کوئی نہیں چھین سکتا"، "آزادی انسان کا بنیادی حق ہے"۔ یوں ہر کسی نے لفظِ آزادی کو اپنے مقاصد تک پہنچنے کے لیے ایک ذریعہ بنا رکھا ہے، اگر کسی کو اپنا مقصد حاصل کرنا ہو تو اسے آزادی کے لفظ سے بڑھ کر کسی اور وسیلے کی ضرورت نہیں، وہ بآسانی آزادی کی آڑ میں اپنے مقصد کو حاصل کر سکتا ہے۔

پاکستان کی تاریخ میں آزادی کے بہت سے نعرے وقتاً فوقتاً بلند ہوئے مگر جنرل ضیاء الحق کے دورِ حکومت میں خواتین نے تو حد کر دی تھی کہ اپنے لباس سے بھی آزاد ہو کر اپنے خود ساختہ حقوق کے لیے سینکڑوں کی تعداد میں سڑکوں پر اُتر آئیں، کہ ضیاء الحق کون ہوتا ہے جو ہم پر پردہ کرنا لازم کرتا ہے؟! چادر و برقعہ کو تو چھوڑیئے ہم تو مکمل لباس سے بے نیاز ہونا چاہتی ہیں۔

لوگ چونکہ آزادی کے لفظ کے ساتھ اتنے مانوس بلکہ اس پر ایسے فریفتہ ہو چکے ہیں کہ انہیں آزادی کا لفظ چاہئے مفہوم نہیں، اس لیے جمہوری سیاست کے ماہرین لوگوں کو آزادی کے خوش نما نعرے کے ذریعے ورغلا کر اپنا غلام بنائے جا رہے ہیں اور لوگوں کو احساس تک نہیں ہوتا، آزادی کے خوش کن نعرے کی وجہ سے آج کل ملکوں کے ملک تباہ کیے جا رہے ہیں، آزادی سلب ہونے کے نام پر بہت سے ممالک کے خلاف اقوامِ عالم نے جنگ شروع کر رکھی ہے، جس میں لاکھوں

انسان لقمہ اجل بن چکے ہیں، مگر پوری دنیا کے عوام خاموش ہیں کیونکہ انہیں بچوں کی طرح خوش رکھنے کے لیے ”آزادی“ کا لالی پاپ دیکر مصروف رکھا ہے، انہیں یہ باور کرایا گیا ہے کہ جن لوگوں کو ہم مل کر مار رہے ہیں وہ تمہاری آزادی کو سلب کرنے والے ہیں، انہوں نے تم سے تمہاری آزادی چھیننے کی کوشش کی ہے، یہ انسان نما درندے ہیں۔

گرامی قدر قارئین! حقوقِ نسواں کے علمبردار تو عورتوں کی آزادی سلب کرنے کا اتنا ڈھنڈورا پیٹتے ہیں اور وہ بھونڈا راگ الاپتے ہیں کہ میڈیا کو دیکھنے اور سننے والا یہ گمان کرتا ہے گویا پوری دنیا میں عورتوں کو غلامی کی زنجیروں میں جکڑ رکھا گیا ہے، ان پر ہر طرح کی پابندی ہے، ان کے تمام حقوق سلب کیے گئے ہیں۔

چونکہ لوگ آزادی و حریت کی حقیقت سے ناواقف ہیں اس لیے استبدادی حکمرانوں سے آزادی حاصل کرنے کے ساتھ ساتھ حقیقی حکمران (اللہ رب العزت) سے بھی آزاد ہو گئے ہیں، خوفِ خدا لوگوں سے ختم ہو چکا ہے، دینداری ناپید ہو چکی ہے، اس لیے عموماً لوگوں نے اللہ تعالی کی طرف سے عائد کردہ پابندیوں کی دھجیاں اڑائی ہیں، اللہ تعالی کی طرف سے عطا کردہ آزادی کو ناکافی سمجھتے ہوئے تمام دنیا کے وسائل کو سمیٹنا اپنا حق سمجھتے ہیں، تب ہی تو اصحابِ اقتدار دوسروں کے حقوق غصب اور پامال کرنے کے باوجود خود کو پیکرِ اخلاق سمجھتے ہیں۔

قارئین کرام! لوگوں کو اس بارے میں غلطی یہاں سے لگی کہ انہوں نے انسان کو حق اور غیر حق دونوں سے آزاد سمجھا، حالانکہ انسان حق کا پابند ہے اور غیر حق سے آزاد ہے، اہلِ ایمان حق کی غلامی اپنے لیے باعثِ فخر سمجھتے ہیں، وہ اس غلامی پر اُن لاکھوں کروڑوں آزادیوں کو قربان کرنے کے لیے تیار ہیں جن کی وجہ سے یہ غلامی اُن کے ہاتھ سے جاتی ہو۔

میرے بھائیو اور دوستو!

انسانوں کو یقیناً آزادی حاصل ہے، مگر ایک وہ آزادی ہے جو انسانوں کو جمہوریت دیتی ہے، اور ایک وہ آزادی ہے جو اللہ رب العالمین کی طرف سے عطاء کردہ ہے، ان دو قسموں کی آزادی میں بہت بڑا فرق ہے، مگر مذکورہ بالا دونوں قسموں میں ایک بات مشترک ہے کہ انسانوں کو جو آزادی حاصل ہے وہ مطلق نہیں، بلکہ ان پر جابجا پابندیاں بھی ہیں۔

اللہ تعالی کی طرف سے مطلق آزادی کا نہ ملنا تو واضح ہے مگر جمہوریت میں آزادی کا مطلق نہ ہونا شاید بعض لوگوں کو سمجھ میں نہ آئے، اس لیے اس کی وضاحت ضروری ہے۔

جمہوریت جو آزادی انسان کو دیتی ہے وہ ہمہ جہت نہیں، بلکہ بعض جہات سے آزادی اپنانا اس میں بھی ممنوع ہے، اس لیے کوئی شخص آزادی کا سہارا لیکر اُن اقوال و افعال کو بجا نہیں لاسکتا جن کی اجازت جمہوری حکومت نے نہ دی ہو، مثلاً موجودہ جمہوری سسٹم میں ہر ملک کا شہری اپنے ملک میں آزاد ہے جہاں جانا چاہے جاسکتا ہے، مگر اس کے ساتھ اس پر پابندی ہے کہ پاسپورٹ اور ویزہ کے بغیر وہ کسی اور ملک نہیں جاسکتا، اب ایک پاکستانی شہری آزادی کا سہارا لیکر امریکہ بدونِ پاسپورٹ و ویزہ نہیں جاسکتا، اگر کسی بے وقوف نے ایسا کیا تو وہ شخص دونوں ممالک کے جمہوری نظام میں مجرم تصور ہوگا، اسے قید و بند کے ساتھ ساتھ مالی جرمانے کی ادائیگی کا مکلف بھی بنایا جاسکتا ہے۔
آج کل یہی تصور پیش کیا جاتا ہے کہ انسانیت کو حقیقی آزادی جمہوریت کی طرف سے عطا کردہ ہے، اسی بنا پر لفظِ آزادی کے ساتھ جمہوریت لازمی طور پر مفہوم ہوتا ہے، گویا کہ یہ دونوں لازم ملزوم ہیں، اور یہ تاثر دیا جاتا ہے کہ جو لوگ آزاد پسند ہیں انہیں چاہئے کہ وہ جمہوریت کی آواز بلند کریں، جمہوریت کے بغیر انہیں آزادی نہیں مل سکتی، لوگوں کے دماغ میں یہ بات بٹھائی گئی ہے کہ جمہوریت ہی ان کی آزادی کی ضامن ہے، جمہوریت ہی میں ان کے حقوق کا تحفظ ہے۔ اسی طرح لوگوں کی ذہنیت ایسی بنائی جارہی کہ جو لوگ جمہوریت کے دشمن ہیں وہ انسانیت کے دشمن ہیں، وہ انسانوں کی آزادی کے دشمن ہیں، وہ انسانوں کی ترقی کے دشمن ہیں، وہ انسانوں کو غلامی کی زنجیروں میں باندھنا چاہتے ہیں، مگر حقیقت یہ ہے کہ یہ ایک غلط تصور ہے، جو عوام الناس کی آزادئ تفکر کو سلب کرکے ذہن نشین کرایا جارہا ہے۔

اگر ان کا پیش کردہ تصور غلط نہیں تو ان لوگوں سے میرا سوال ہے کہ جن ممالک میں جمہوریت عروج پر ہے آیا وہاں انسان لاتعداد پابندیوں میں جکڑے ہوئے نہیں ؟!
آیا یہ حقیقت نہیں کہ اُن سے ملکی مصالح کے نام پر اتنا ٹیکس وصول کیا جاتا ہے جو حکمرانوں کی عیاشی پر خرچ ہو رہا ہے ؟!
آیا یہ حقیقت نہیں کہ اُن ممالک کے باشندوں کو بہت سے وہ کام کرنے پڑتے ہیں جنہیں وہ بخوشی نہیں کرنا چاہتے، مگر وہ ان کے کرنے پر مجبور ہیں کیوں کہ اُن کی حکومتیں چاہتی ہیں کہ یہ کام ہوں۔

معزز قارئین! اسلام میں بھی انسان کو آزادی حاصل ہے، مگر وہ آزادی کُلّی نہیں کہ مادر پدر آزاد ہو کر جو کچھ کرنا چاہے تو کرے، جو کچھ بولنا چاہے بولے، بلکہ ایک مخصوص دائرے (مباحات) میں اسے آزادی حاصل ہے، اس دائرے میں رہتے ہوئے وہ بہت سے کاموں کو انجام دینے اور چھوڑنے میں خود مختار ہے، اپنے یا دوسروں کے فائدے کو دیکھتے ہوئے اُمورِ مباحہ کو کر سکتا ہے اور ترک بھی کر سکتا ہے۔ مگر یہ بات ملحوظِ نظر رہے کہ مباح امور کی تعیین انسان کو سپرد نہیں، بلکہ خالق کائنات نے انسانوں کی ضروریات وحوائج اور انسانی طبیعت کو دیکھتے ہوئے خود ہی اس کی تعیین کی ہے، چونکہ اللہ تعالی انسانوں کی طبیعت سے بخوبی واقف ہے اس لیے بعض افعال واقوال کو بجالانا لازمی قرار دیا، بعض افعال واقوال کو انجام دینے کی ترغیب دی، بعض افعال واقوال پر سخت پابندی لگادی، بعض افعال واقوال کو چھوڑنے کی ترغیب دی، اور بعض افعال واقوال کو انسانوں کی خواہش پر چھوڑا، وہ چاہیں تو کریں اور نہ چاہیں تو چھوڑ دیں۔

لہذا اسلام میں انسان آزاد ہونے کے ساتھ ساتھ پابند بھی ہے، اور یہ آزادی و پابندی تمام انسانیت کے فائدے کی خاطر ہے، اور فائدہ بھی ایسا جو ظنّی نہیں، بلکہ علیم بذات الصدور ذات کی جانب سے یقینی ہے، ایسا فائدہ جس کا نظریاتی لحاظ سے (دلائل کی بنیاد پر) کوئی بھی شخص انکار نہیں کر سکتا۔

خلاصتہً ہم کہہ سکتے ہیں کہ اسلامی آزادی اور جمہوری آزادی میں کئی لحاظ سے فرق ہے، مثلاً جمہوریت میں انسانوں کو آزادی دینے والے انسان ہوتے ہیں جو اپنی خواہشات کی تابعداری میں انسانوں کے لیے قانون سازی کرتے ہوئے بزعمِ خویش مصالح کو دیکھتے ہوئے بعض مواقع میں آزادی دیتے ہیں، اور بعض مواقع میں مفاسد کو دیکھتے ہوئے پابندی عائد کرتے ہیں، جبکہ اسلام میں انسانوں کو جو آزادی حاصل ہے وہ اللہ رب العزت کی طرف سے عطا کردہ ہے، اور اسی طرح پابندی بھی۔

اب آپ خود ہی اندازہ لگائیں کہ انسان جو خود غرض اور لالچی ہونے کے ساتھ ساتھ خطا کا پتلا ہے وہ مصالح و مفاسد کو زیادہ جانتا ہے یا کہ اللہ رب العالمین جو تمام نقائص سے پاک ہے، اور انسانوں کے احوال سے بخوبی آگاہ ہے، یقیناً مسلمانوں کا یہ عقیدہ ہے کہ تمام انسانوں کا علم اللہ رب العالمین کے علم کے مقابلے میں قطرہ بمقابلہ سمندر سے بھی کم ہے۔

میرے دوستو اور بھائیو!

جمہوریت جو آزادی انسان کو دیتی ہے اس میں امکان ہے کہ وہ درست ہو، اور یہ زیادہ قرین قیاس ہے کہ اس آزادی کو دینے میں جمہوری لوگوں نے غلطی کی ہو، ظلم میں واقع ہوئے ہوں، ان سے ملی کوتاہی ہوئی ہو، مصالح کی طرف جھکاؤ کی بنا پر آزادی دی ہو اور مفاسد کی جانب دھیان ہی نہ گیا ہو، جبکہ مذکورہ بالا غلطیوں کا امکان اللہ رب العزت کے حق میں نہیں، کیونکہ اللہ تعالی ہر عیب سے پاک ہے۔
جمہوریت جو آزادی انسان کو دیتی ہے اس میں امکان ہے کہ شر کو خیر سمجھتے ہوئے آزادی دی ہو، مگر اللہ تعالی کے بارے میں اس کا گمان بھی درست نہیں۔ بارہا اس کا مشاہدہ ہوا ہے کہ جمہوریت میں بعض امور کو مباح قرار دے کر اس میں انسانوں کو آزادی دی گئی ہے مگر کچھ عرصے میں اس کے مفاسد کو دیکھتے ہوئے اس میں پابندی عائد کی گئی، جبکہ احکام الٰہی دائمی طور پر ہوا کرتے ہیں۔
جمہوریت جو آزادی انسان کو دیتی ہے اس کی وجہ سے انسان عموماً غلط کاموں میں لگ جاتا ہے، دوسروں سے ناجائز استفادے کی کوشش میں رہتا ہے، جس کی بنا پر حرام خوری وزیادتی کا لامتناہی سلسلہ شروع ہو جاتا ہے، جس سے معاشرے میں بگاڑ کا آنا لازمی بات ہے، جبکہ اسلام کی طرف سے عطا کردہ آزادی کی وجہ سے انسان مذکورہ

بالاخرابیوں میں مبتلا ہونے کی بجائے محاسن کی طرف راغب ہوتا ہے، اس میں نیکی کا رجحان پیدا ہوتا ہے، لوگوں کے ساتھ بھلائی کرنے کا جذبہ اُبھرتا ہے۔

جمہوریت جو آزادی انسان کو دیتی ہے اُس میں اِس بات کا تاثر دینے کی کوشش ہوتی ہے کہ اربابِ اقتدار کی مہربانی ہے کہ عوام کو اس قدر آزادی دی گئی ہے، اگر اربابِ اقتدار نہ چاہیں تو ان کی یہ آزادی سلب کر سکتے ہیں، مگر انہوں نے احسان کرتے ہوئے عوام کو آزاد چھوڑا، جبکہ اسلام کی طرف سے دی ہوئی آزادی میں کسی انسان کو دوسرے انسان کا احسان مند نہیں ہونا پڑتا، بلکہ اسے اللہ تعالی کی جانب سے عطیہ سمجھتے ہوئے غیر اللہ کی جانب سے اسے سلب کیے جانے کے خوف میں مبتلا نہ ہوگا۔

جمہوریت میں آزادی کے عنوان سے انسان کو انسان کا غلام بنایا جارہا ہے، جس میں یہ عین ممکن ہے کہ جس کا غلام بنایا جارہا ہے وہ اُس شخص سے کم حیثیت و کم مرتبہ ہو جسے غلام بنایا جارہا ہے، (یعنی غلام کا آقا سے بہتر ہونا ممکن ہے) جبکہ اسلام میں آزادی و پابندی کے عنوان کے تحت انسان (مخلوق) کو اللہ تعالی (خالق) کا غلام بنایا جاتا ہے، جس میں مذکورہ بالاخرابی کا امکان ہی نہیں، کیونکہ خالق کا مخلوق سے افضل وبرتر ہونا عقلاً و شرعاً ثابت ہے۔

رہی یہ بات کہ انتہاءً بات ایک ہی ہے کہ انسان کو غلام بنایا گیا ہے، لیکن اگر غور کیا جائے تو یہ بات بخوبی واضح ہے کہ انسان کی تخلیق عبودیت و تدین پر ہے، انسان لامحالہ کسی نہ کسی کی غلامی میں آئے گا، اِس سے اُس کو خلاصی نہیں مل سکتی، اگر خالق کے سامنے عاجزی وانکساری نہیں کرے گا تو لازماً مخلوق کے سامنے اسے ذلیل ہونا پڑے گا۔
لیکن اگر دیکھا جائے تو مخلوق (انسان) کی غلامی اور خالق کی غلامی میں زمین وآسمان کا فرق ہے، اللہ رب العالمین کی بندگی اختیار کرنا، اس کی عبادت میں منہمک ہونا، اس کی غلامی کا طوق گلے میں ڈالنا انسان کے لیے باعثِ فخر ہے، اسی میں انسان کی عظمت و شرافت ہے، جبکہ غیر اللہ کی غلامی کرنا انسانیت کے لیے باعثِ شرمندگی ہے، توہین ہے، تذلیل ہے۔

اگر انتہائی گہرائی کے ساتھ غور وخوض کیا جائے تو یہ حقیقت آشکارا ہونے میں دیر نہیں لگے گی کہ خالق کی عبودیت اختیار کرنا در حقیقت لاتعداد آلہہ کی غلامی سے نجات کا بہترین ذریعہ ووسیلہ ہے، جو شخص حقیقی طور پر اللہ تعالی کے سامنے سر تسلیم خم کرے پھر اسے اللہ کے سوا دنیا کی کوئی طاقت اپنے سامنے سر جھکانے پر مجبور نہیں کر سکتی، ایسے شخص کا سر غیر اللہ کے سامنے ہمیشہ اونچا ہی رہے گا، اسے غیر اللہ کے سامنے نگاہیں نیچے رکھنے کی بجائے آنکھوں میں آنکھیں ڈال کر بات کرنے میں مزا آئے گا، وہ سخت سے سخت حالات میں بھی غیر اللہ سے مرعوب ہونے کی بجائے اُن کے لیے دردِ سر بنا رہے گا، ایسے شخص کو دنیا میں ظاہری شکست کھاتے ہوئے بھی حقیقی فتح (اخروی کامیابی) کا احساس ہوگا۔

قارئین کرام! ذرا غور کریں کہ کونسی آزادی بہتر ہے؟ وہ آزادی جو جمہوریت کی مرہونِ منت ہے (جس میں لاتعداد خرابیاں ہیں) یا وہ آزادی جو اللہ رب العزت کی طرف سے بندوں کو حاصل ہے؟ (جس میں خوبیاں ہی خوبیاں ہیں)

اللہ تعالی اہلیانِ پاکستان کو اسلامی نظام کے سائے میں آزادی کی نعمت سے بہرور فرمائے، آمین۔

تذکرہ فاروق و حسین رضی اللہ عنہما

استاد ذاکر

نئے ہجری سال کا آغاز محرم الحرام کے مہینے سے ہوتا ہے۔ یہ مہینہ ہمیں تاریخ اسلام کی دو عظیم شخصیات کی یاد دلاتا ہے۔ اس مہینے کے پہلے عشرے میں تاریخ اسلام کی دو عظیم ہستیوں کی شہادت کا المناک سانحہ وقوع پذیر ہوتا ہے۔

یکم محرم الحرام کو مرادِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم، اسلام کے دوسرے خلیفہ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کی شہادت کا واقعہ پیش آتا ہے، جنہوں نے اسلامی سلطنت کو ۲۲ لاکھ مربع میل تک وسعت دی۔ وہ عمر جن کے اسلام لانے سے اسلام کو قوت ملی اور مسلمانوں نے خوشی سے نعرۂ تکبیر بلند کیا۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا شمار ان دس خوش نصیب صحابہ رضوان اللہ علیہم اجمعین میں ہوتا ہے جن کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے دنیا میں ہی جنت کی بشارت دے دی تھی۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی قدر و منزلت اور فضیلت کا اندازہ اس بات سے بھی لگایا جاسکتا ہے کہ ان کی رائے کی تائید میں قرآن پاک کی متعدد آیات نازل ہوئیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی حدیث کا مفہوم ہے کہ ”عمر جہاں سے گزرتے ہیں شیطان وہاں سے بھاگ جاتا ہے“۔

سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ شجاعت، غیرت، عزم و ہمت اور زہد و تقویٰ کے پیکر تھے۔ آپ رضی اللہ عنہ کو اللہ تعالیٰ نے اعلیٰ اخلاق اور بہترین قائدانہ صلاحیتوں سے نوازا تھا، یہی وجہ ہے کہ ان کا دورِ خلافت مثالی عدل و انصاف، معاشی ترقی اور فلاح و بہبود کی وجہ سے مشہور ہے۔ انہوں نے عوام کی فلاح و بہبود کے لیے کئی محکمے قائم کیے اور زمین کو عدل و انصاف سے بھر دیا۔

ایک مرتبہ جب زلزلہ آیا تو عمر رضی اللہ عنہ نے اپنا کوڑا زمین پر مارا اور کہا:

رک جا!

کیا میں نے تجھ پر عدل و انصاف قائم نہیں کیا؟ زلزلہ اسی وقت رک گیا۔ خوفِ خدا اور خدا ترسی کا یہ عالم تھا کہ انسان تو انسان، جانوروں کے حقوق تک کا بھی خیال رکھتے تھے۔ فرماتے تھے کہ ”اگر فرات کے کنارے ایک کتا بھی بھوکا مر گیا تو اس کے بارے میں بھی مجھ سے سوال ہوگا“۔ بلاشبہ ان کے اسلام لانے کے بعد اسلام کو خوب ترقی اور عزت ملی اور ان کے دورِ خلافت میں اسلام شرق تا غرب تک پھیل گیا۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ وہ عظیم حکمران تھے کہ جن کی عدل و انصاف سے بھرپور حکمرانی کو غیر مسلموں نے بھی مثالی حکمرانی تسلیم کیا ہے۔ آپ رضی اللہ عنہ اکثر یہ دعا کیا کرتے تھے:

”اے اللہ! مجھے اپنے راستے میں شہادت نصیب فرما! اور میری قبر اپنے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے شہر میں بنا“۔

اللہ تعالیٰ نے ان کی یہ دعا قبول فرمائی، انہیں شہادت کی موت بھی نصیب ہوئی اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے پہلو میں دفن ہونا بھی نصیب ہوا۔

حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو شہید المحراب بھی کہا جاتا ہے۔ روایات کے مطابق ۲۷ ذوالحجہ کو حضرت عمر رضی اللہ عنہ نماز فجر کی نماز پڑھا رہے تھے کہ ابو لؤلؤ فیروز نامی شخص جو کہ محراب میں چھپا ہوا تھا،

نے آپ پر زہر آلود خنجر سے کئی وار کیے جس سے آپ زخمی ہوئے اور تین دن بعد انہی زخموں کی وجہ سے یکم محرم الحرام سنہ ۲۴ ہجری کو شہید ہوئے۔

دوسری عظیم ہستی جن کی شہادت دس محرم الحرام کو عاشورہ کے دن ہوئی وہ نواسہ رسول صلی اللہ علیہ وسلم سیدنا حسین رضی اللہ عنہ ہیں۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو حسین رضی اللہ عنہ سے بہت محبت تھی۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے حسنین کریمین رضی اللہ عنہما کو جنت کے نوجوانوں کا سردار قرار دیا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے داماد حضرت علی رضی اللہ عنہ نے پہلے اپنے بچوں کے نام کچھ اور رکھے تھے، بعد میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں تبدیل کرواکر اپنے نواسوں کا نام حسن اور حسین رضی اللہ عنہما رکھا۔

حضرت حسین رضی اللہ عنہ نے اپنے نانا کے دین کی حفاظت اور لاج رکھنے کے لیے اپنی اور اپنے پورے خانوادے کی قربانی دے دی مگر دین پر آنچ نہ آنے دی۔ باطل کے سامنے جھکنا گوارا نہ کیا۔ دین اسلام کی بقاء اور اس کی ناموس کے تحفظ کے لیے حضرت حسین رضی اللہ عنہ اور ان کے پورے خانوادے نے ہر قسم کی سختیوں اور تکالیف کو برداشت کیا مگر باطل کے سامنے سر تسلیم خم نہ کیا۔ چنانچہ حق گوئی اور ظالموں کے آگے نہ جھکنے کی پاداش میں حضرت حسین رضی اللہ عنہ اور ان کے خانوادے کو دس محرم الحرام کو کربلا کے میدان میں بھوک و پیاس کی حالت میں، دھوکہ دہی اور فریب کے ذریعے مظلومانہ انداز میں شہید کر دیا گیا۔

حضرت حسین رضی اللہ عنہ اور ان کا خاندان تو شہید ہو گیا مگر رہتی دنیا تک کے مسلمانوں کو درس حسینیت (یعنی اسلام کی بقاء اور تحفظ کے لیے ڈٹ جانا اور ظالموں کے آگے کبھی سر تسلیم خم نہ کرنا اور دین اسلام کے لیے اپنی اور اپنے اہل و عیال کی قربانی دینا) سکھلا گیا۔

بقول مولانا محمد علی جوہر:

قتل حسین اصل میں مرگ یزید ہے
اسلام زندہ ہوتا ہے ہر کربلا کے بعد

محرم الحرام کی وجہ فضیلت اور خرافات

مولوی اعجاز الحق

اشہر الحرم رجب المرجب، ذوالقعدہ، ذوالحجہ اور محرم الحرام کے مہینوں کو کہا جاتا ہے۔ اسلام سے پہلے بھی ان کو اشہر الحرم (عزت کے مہینے) کہا جاتا تھا اور جب نزول وحی کا سلسلہ شروع ہوا تو قرآن کریم نے بھی ان کی عزت برقرار رکھی، اور ان میں قتال کو حرام قرار دیا جو کہ اب بھی یہ حرمت باقی ہے بناء بر قول شاذ۔

وجہ فضیلت:

ان عزت والے مہینوں میں ایک مہینہ محرم الحرام کا بھی ہے جسے امتیازی فضیلت حاصل ہے، جس کی وجہ احادیث کی روشنی میں درج ذیل ہے:

صحیح مسلم میں حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: افضل ترین روزے رمضان کے بعد ماہ محرم کے ہیں اور فرض کے بعد افضل ترین نماز رات کی نماز ہے۔ اور صحیح بخاری میں ابن عباس رضی اللہ عنہما کی روایت ہے کہ جب آپ علیہ السلام مدینہ منورہ تشریف لائے اور یہودیوں کو دیکھا کہ وہ عاشوراء (دس محرم) کا روزہ رکھتے تھے، تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا یہ کیا ہے؟ انہوں نے کہا یہ خوشی کا دن ہے، اس دن اللہ تعالی نے بنی اسرائیل کو دشمن سے نجات دلائی تھی اور موسی علیہ السلام نے روزہ رکھا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میں موسی علیہ السلام کے ساتھ تم سے زیادہ تعلق رکھتا ہوں، تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے خود بھی روزہ رکھا اور روزہ رکھنے کا حکم بھی دیا۔ بس فرق صرف یہ ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا یہود ایک روزہ رکھتے ہیں ہم دو رکھیں گے ۹ اور ۱۰ محرم یا ۱۰ اور ۱۱ تاکہ ان سے مشابہت نہ ہو۔ اسی لیے محرم میں دس محرم کے علاوہ نو یا گیارہ محرم کو بھی روزہ رکھنا مستحب ہے۔ اس حدیث سے آپ علیہ الصلاۃ والسلام کا یہودیوں سے نفرت کا اندازہ لگایا جاسکتا ہے کہ آپ نے ان سے عبادت میں بھی مشابہت کو گوارا نہ سمجھا۔ یہ حدیث ان لوگوں کے منہ پر بھی طمانچہ ہے جو وحدتِ ادیان کی رٹ لگائے بیٹھے ہیں۔

تو صحیح بخاری اور صحیح مسلم کی حدیث میں آپ نے پڑھا کہ محرم کی وجہِ فضیلت اور اس دن روزہ رکھنا آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے سے ہے بلکہ آپ سے بھی پہلے موسی علیہ السلام نے اس دن روزہ رکھا تھا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے کئی سالوں بعد اس مہینے کی دس تاریخ کو ایک تاریخی المناک واقعہ رونما ہوا جس کو واقعۂ کربلا کے نام سے یاد کیا جاتا ہے، جس میں نواسۂ رسول حضرت حسین رضی اللہ عنہ کو بے دردی سے شہید کیا گیا۔ اور لوگ یہ سمجھ گئے کہ محرم کو یاد کرنے کی وجہ واقعۂ کربلا ہے۔ حالانکہ یہ واقعہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے کئی سال بعد رونما ہوا اور محرم کی فضیلت اور اس دن روزہ رکھنا آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے سے ہے۔

یہاں ایک گلہ اپنے ہی علماء سے بھی ہے کہ وہ ہر سال محرم الحرام کو بجائے اس کے کہ لوگوں کو اس مہینے میں روزہ رکھنے کی دعوت دیں اور اس کی فضیلت کا اصلی سبب بیان کریں، مختلف مواقع (جلسے جلوس اور منبر) پر واقعہ کربلا کی تفصیل شروع کر دیتے ہیں، اب اس میں عوام بیچاروں کی کیا غلطی وہ تو یہی سمجھیں گے کہ محرم میں واقعہ کربلا ہوا تھا۔ (مگر یہ بتانا بھول جاتے ہیں کہ حضرت حسین رضی اللہ عنہ نے کس مقصد کے لئے دی تھی؟)

محرم میں بدعات وخرافات:

ہمارے یہاں محرم الحرام کی پہلی تاریخ سے بدعات وخرافات شروع ہوجاتی ہیں۔ گلیوں میں لوگوں کو شربتیں پلانا کہ اس دن حضرت حسین اور ان کے ساتھی پیاسے تھے تو ہم لوگوں کو پانی پلائیں گے۔ نو اور دس محرم کو جلوس نکالنا اور سڑکوں پر خود کو چھریوں وزنجیروں سے مارنا، دس محرم کی رات کو حلیم پکا کر لوگوں میں بانٹنا وغیرہ... صدقہ کرنا، شربت پلانا یا حلیم کھلانا فی نفسہ درست ہے لیکن اس کے لیے وقت کا تعین کرنا، نواسۂ رسول کی پیاس کو بطورِ دلیل پیش کرنا یا اپنے آپ پر لازم کرنا شریعت کے خلاف ہے۔ اور آپ نے سنا ہوگا کہ بعض لوگ کہتے ہیں کہ اس مہینے میں شادی نہیں کرنی چاہیے کیونکہ یہ غم کا مہینہ ہے، حالانکہ رسول خدا نے دس محرم کا روزہ خوشی کی وجہ سے رکھا تھا کیونکہ اس دن موسی علیہ السلام نے (ظالم وبے دین حکمران فرعون سے) نجات پائی تھی۔ اس کے علاوہ بھی بہت سی خرافات ہوتی ہیں جن کا کوئی شرعی ثبوت موجود نہیں ہے۔

محرم الحرام ایک بابرکت مہینہ ہے، جس کی برکت اسی طریقے سے حاصل ہوسکتی ہے جو آپ علیہ السلام نے بیان کیا ہے کہ نو اور دس یا دس اور گیارہ کا روزہ رکھا جائے۔ اور باقی جو خرافات ہیں ان سے سختی سے اجتناب کیا جائے۔

یومِ عاشوراء کا روزہ

جامعہ اسلامیہ بنوری ٹاؤن کراچی کے آنلائن دارالافتاء سے اقتباس

عاشوراء کے روزے کا معمول تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی بعثت سے پہلے سے چلا آرہا ہے، حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ عاشوراء کا روزہ قریش بھی رکھتے تھے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بھی رکھتے تھے، جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے مدینہ منورہ ہجرت کی تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے خود بھی یہ روزہ رکھا اور صحابہ رضی اللہ عنہم کو بھی اس روزے کا حکم دیا، پھر جب رمضان کے روزے فرض ہوگئے تو اب فرض روزے رمضان کے ہی ہیں، اور عاشوراء کے روزے کی فرضیت ختم ہوگئی، اب جو چاہے یہ روزہ رکھے، جو چاہے نہ رکھے۔ امام ترمذی رحمہ اللہ اس حدیث کو روایت کر کے فرماتے ہیں کہ یہ حدیث صحیح ہے۔

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم جب مدینہ منورہ میں تشریف لے گئے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہود کو دیکھا کہ عاشورے کا روزہ رکھتے ہیں۔ فرمایا کہ یہ کیا ہے؟ عرض کی کہ یہ اچھا دن ہے، اس روز اللہ تعالیٰ نے بنی اسرائیل کو اُن کے دشمن سے نجات دی تھی تو حضرت موسیٰ علیہ السلام نے اس دن کا روزہ رکھا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تمہاری نسبت موسیٰ علیہ السلام سے میرا تعلق زیادہ ہے۔ لہٰذا آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس کا روزہ رکھا اور صحابہ کرام علیہم الرضوان کو عاشورہ کے دن کے روزے کا حکم دیا اور یہود کی مخالفت کی بناء پر دس محرم کے ساتھ نو محرم کے دن کو بھی روزہ رکھنے کے ارادے کا اظہار فرمایا۔

حضرت جابر بن سمرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہمیں عاشوراء کے روزے کا حکم فرماتے تھے اور ہمیں اس کی خوب ترغیب دیتے تھے اور اس دن ہمیں وعظ بھی فرماتے تھے، لیکن جب رمضان کے روزے فرض ہوگئے تو اس دن کے روزے کا نہ حکم دیا، نہ اس سے روکا، نہ اس دن وعظ کا اہتمام فرمایا۔

راجح قول کے مطابق رمضان کے روزوں سے پہلے عاشوراء کا روزہ فرض تھا، بعد ازاں اس کی فرضیت ختم ہوگئی، لیکن فضیلت اب بھی باقی ہے، چناں چہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے بھی اس روزے کا ہمیشہ اہتمام کیا ہے، ام المؤمنین حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم چار چیزیں کبھی ترک نہیں فرماتے تھے:

۱- عاشوراء کا روزہ۔ ۲- عشرہ ذوالحجہ کے روزے۔
۳- ہر ماہ تین روزے۔ ۴- فجر سے پہلے دو رکعت۔

نیز حضرت عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جس اہتمام سے عاشوراء کا روزہ رکھتے تھے اتنے اہتمام سے کوئی اور روزہ رکھتے ہوئے میں نے آپ کو نہیں دیکھا۔ اور یہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے وصال کے قریب زمانے کی بات ہے۔

بہر حال یہ روزہ ابتداءِ اسلام میں فرض تھا، اب یہ مستحب ہے، اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت کی اتباع میں صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے بھی رکھا ہے اور ہمارے لیے بھی اسی نسبت سے اس کا حکم ہے، یزید سے اس روزے کا کوئی تعلق نہیں ہے۔ کربلا میں نواسہ رسول حضرت حسین رضی اللہ عنہ کئی دن تک اپنے اہل خانہ کے ساتھ بھوک پیاس کی حالت میں تھے اور اسی حال میں شہادت نوش فرمائی، اس اعتبار سے حضرت حسین رضی اللہ عنہ بھی عاشورہ والے دن روزہ کی حالت میں تھے۔ بلکہ بعض حوالوں سے معلوم ہوتا ہے کہ آپ رضی اللہ عنہ شہادت کے دن روزے سے تھے۔

حدثنا أبو معمر، حدثنا عبد الوارث، حدثنا أيوب، حدثنا عبد اللّٰه بن سعيد بن جبير، عن أبيه، عن ابن عباس رضي اللّٰه عنهما، قال: قدم النبي صلى اللّٰه عليه وسلم المدينة فرأى اليهود تصوم يوم عاشوراء، فقال: «ما هذا؟» ، قالوا: هذا يوم صالح هذا يوم نجى اللّٰه بني إسرائيل من عدوهم، فصامه موسى، قال: «فأنا أحق بموسى منكم» فصامه، وأمر بصيامه.

(صحيح البخارى / جلد۳ صفحہ ٤٤ / باب صيام يوم عاشوراء، ط: دار طوق النجاة)

حدثنا يحيى بن أيوب، حدثني إسماعيل بن أمية، أنه سمع أبا غطفان بن طريف المري، يقول: سمعت عبد اللّٰه بن عباس رضي اللّٰه عنهما، يقول: حين صام رسول اللّٰه صلى اللّٰه عليه وسلم يوم عاشوراء وأمر بصيامه قالوا: يا رسول اللّٰه إنه يوم تعظمه اليهود والنصارى فقال رسول اللّٰه صلى اللّٰه عليه وسلم: «فإذا كان العام المقبل إن شاء اللّٰه صمنا اليوم التاسع» قال: فلم يأت العام المقبل، حتى توفي رسول اللّٰه صلى اللّٰه عليه وسلم۔

(صحيح مسلم / جلد ۲ / صفحہ ۷۹۷ / باب أي يوم يصام في عاشوراء، ط:دار إحياء التراث العربي – بيروت)



وزیر اطلاعات تحریک طالبان پاکستان
مفتی عفران حفظہ اللہ کے ساتھ خصوصی انٹرویو

سلسلہ انٹرویوز میں اس مرتبہ تحریک طالبان پاکستان کے وزیر اطلاعات محترم مفتی عفران (حفظہ اللہ) کا انٹرویو شامل کیا گیا ہے۔

ٹیم مجلہ طالبان: محترم مفتی صاحب! سب سے پہلے ہمارے قارئین کے سامنے اپنا تعارف کروائیں۔

مفتی عفران صاحب: الحمد للہ والصلوۃ والسلام علی رسول اللہ

امابعد! میرا جہادی نام عفران اور میرا آبائی وطن باجوڑ ایجنسی ہے، باجوڑ ایجنسی میں اپنے بڑے چچا (مرحوم نوراللہ مرقدہ) سے ناظرہ اور حفظ قرآن مکمل کرنے کے بعد دور اور تجوید قرآن کے لئے والد صاحب محترم نے پنجاب میں مولانا قاری سلیمان صاحب کے ہاں بٹھایا، دور اور تجوید کی سند حاصل کرنے کے بعد وطن واپسی پر دو سال ایک تبلیغی مدرسہ میں اردو اور فارسی پڑھی۔ درس نظامی میں آگے بڑھنے کی خاطر کراچی جانا پڑا جہاں وفاق المدارس العربیہ کے تحت درجہ اولی تا تخصص فی الفقہ کا طویل اور مبارک سفر طے کرکے اڑھائی سال درس نظامی کی تدریسی خدمات انجام دینے کی سعادت حاصل کی۔ تدریس کے دوران (۲۰۱۲ء میں) ظالم سیکیورٹی اداروں نے مدرسہ پر چھاپہ مارا، بندہ کو اللہ تعالی نے خصوصی مدد سے فرار ہونے میں کامیابی سے نوازا اور یہی فرار بندہ کی ہجرت کا باعث بنا۔

خلیفہ عمر منصور شہید رحمہ اللہ کی شہادت کے بعد کئی سال حلقہ درہ آدم خیل و پشاور کے مجاہدین کی خدمت کا بار گراں بندہ کے کندھوں پر پڑا رہا، تقریبا تین سال قبل امیر محترم اور رہبری شوری کی لازوال محنت سے حلقوں کا نظام امارت اسلامیہ افغانستان کے طرز پر "دلگی نظام" میں تبدیل ہوا، اور حلقوں کے تمام مسئولین کا انتخاب رہبری شوری ارکان کے طور پر ہوا۔ رہبری شوری سمیت وزارت اطلاعات کی خدمات میں میں تاحال مصروف ہوں۔ اللہ تعالی اخلاص اور شرف قبولیت سے نوازے۔ آمین۔

ٹیم مجلہ طالبان: بحیثیت ایک مجاہد اور وزیر اطلاعات، میڈیا کی اہمیت کے بارے میں کیا کہنا چاہیں گے؟

مفتی عفران صاحب: میڈیا کی اہمیت کا اندازہ ہم ایک مثال سے اچھی طرح لگا سکتے ہیں، مثلا ایک بہت بڑا ڈیم ہے جس کا پانی اس قدر کثیر مقدار میں ہے جو انسانی سوچ سے بھی بالاتر ہے اور ڈیم کے ہزاروں نہیں بلکہ لاکھوں اور کروڑوں دروازے ہیں، ہر دروازے کے پاس خطرناک ترین زہریلا مواد موجود ہے۔ جو بھی دروازہ کھلتا ہے، ہر طرف سیلاب کی شکل میں بستیوں کی بستیاں اجاڑ اور قوموں کے قومیں تباہ کرکے رکھ دیتا ہے، ان دروازوں کی چابیاں ڈیم کے مالک نے نہایت سستے داموں بیچنے کے لئے باہر رکھی ہیں، لوگ دھڑا دھڑ سستے داموں من پسند دروازے کھولتے ہیں اور من پسند زہریلا مواد شامل کرکے ہر سو ایک خاموش سیلاب اور طوفان برپا کرکے کسی کی حیا اور غیرت سلب کرتے ہیں تو کسی کا ایمان، کسی کا دل و دماغ مسخر کر دیتے ہیں تو کسی کی جان لے



لیتا ہے۔ ایسی صورتحال میں ایک مدبر و مفکر مسلمان کا فرض بنتا ہے کہ وہ سستے داموں ڈیم کے مالک سے مختلف سمت کی چابیاں لے اور اللہ تعالی اور اس کے محبوب صلی اللہ علیہ وسلم کے بتائے ہوئے تریاق نسخے اس پانی میں شامل کرکے زہر کو تریاق، کڑواہٹ کو مٹھاس اور حرارت کو برودت میں بدل ڈالے اور سیلاب کو میٹھے نہروں کی شکل میں جاری کردے، جس سے صرف عالم انسان نہیں بلکہ عالم حیوانات و جمادات بھی مستفید ہوتے رہیں۔ آج کل میڈیا اور انٹرنیٹ کے ڈیموں پر اغیار کا قبضہ ہے، وہ جس قوم کو جو بھی زہریلی فکر اور سوچ دینا چاہتے ہیں، آسانی سے ڈیم کا کوئی دروازہ کھول کر اس سیلاب میں ان کو بہادیتے ہیں۔ پس اگر اس ڈیم کے دروازوں کو مسلمانوں نے اغیار کے لئے خالی چھوڑ دیا اور آسمانی اور نبوی تریاقی نسخوں کے ذریعے ان سیلابوں کی طغیانی کو دبایا نہیں تو عنقریب مسلمانوں کی اگلی نسل ان فکری اور مغربی سیلابوں میں بری طرح غرق ہوکر رہ جائے گی۔ فاللہ خیر حافظا وھو ارحم الراحمین۔

ٹیم مجلہ طالبان: عمر میڈیا اس تحریک کا ایک اہم شعبہ ہے، ظاہر ہے کہ پچھلے کسی بھی وقت سے منظم ہے، ضرور کوئی محرکات ہوں گے، وہ کیا ہیں؟

مفتی غفران صاحب: یقیناً عمر میڈیا اس تحریک کے اہم ترین شعبوں میں سے ایک بنیادی شعبہ ہے، پچھلے ہر وقت کی بہ نسبت اس وقت نہایت منظم اور فعال ہے۔ اس کے منظم ہونے کے پیچھے اصل راز تو اللہ تعالی کی خصوصی مدد و نصرت ہے۔ تاہم ظاہری اعتبار سے بھی اس شعبے کے منظم ہونے کی کئی وجوہات ہمارے سامنے ہیں:

۱) مجاہدین کی صفوں میں وحدت و اتفاق کا وجود،

۲) سابقہ حلقائی سسٹم کا توڑ، کیونکہ اُس وقت اگر آٹھ دس حلقے ہوتے تو ہر ایک حلقے کا الگ ترجمان اور الگ پالیسی ہوا کرتی تھی،

۳) امیر محترم اور اراکینِ رہبری شوریٰ (حفظہم اللہ) کی شب و روز حد درجہ محنت، فکرمندی اور دعائیں،

۴) عمر میڈیا ٹیم کی انتھک محنت اور اس کے مسئول کی مخلصانہ جدوجہد،

۵) مجاہدین کے اندر فکری وحدت، افراط و تفریط سے اجتناب اور علماء دیوبند (کثر اللہ امثالہم) کی تشریحات کی روشنی میں اہل سنت والجماعت کے منہج پر کاربند ہونا وغیرہ ایسے اسباب بنے کہ اس شعبے نے ترقی کی اور منظم ہوا۔

ٹیم مجلہ طالبان: آپ کے کام کا طریقہ کار کیا ہے؟

مفتی غفران صاحب: ہمارا طریقہ کار انہی اصول و لوائح کے مطابق ہے جو رہبری شوریٰ کی طرف سے مستقل لائحہ (لائحہ برائے اعلامی کمیشن) کی شکل میں ہمیں دیا گیا ہے۔ سب سے اوپر وزیر اطلاعات بمع اراکین اور ان کے ماتحت مسئول عمر میڈیا اور ان کے ماتحت مختلف شعبوں (شعبہ ڈیزائننگ، ویڈیو سٹوڈیو، مجلات، سوشل میڈیا وغیرہ) کے مسئولین اپنے اراکین کے ساتھ انہی لوائح پر عمل کرتے ہوئے کام کرتے ہیں۔ ہنگامی طور پر رہبری شوریٰ اور تحریک کے دارالافتاء سے بھی رجوع کیا جاتا ہے، تاکہ نشر و اشاعت شرعی دائرہ کار میں ہو۔

ٹیم مجلہ طالبان: تحریک طالبان پاکستان کے تو تقریباً تمام شعبے دو زونز میں منقسم ہیں، میڈیا میں ایسا کیوں نہیں ہے؟

مفتی غفران صاحب: میڈیا کسی بھی تنظیم یا تحریک کا ترجمان ادارہ کہلاتا ہے اور ترجمان ادارہ ایک ہی ہوتا ہے۔ واضح رہے کہ تحریک طالبان پاکستان کے اداروں کا دو زونوں میں تقسیم کرنے کا مطلب ہرگز یہ نہیں کہ ہر زون کے لئے الگ الگ اصول ہیں۔ اصول اور لوائح تمام اداروں کے لئے ایک ہی ہیں، یہ تقسیم صرف جغرافیائی اور انتظامی تقسیم ہے، کوئی نظریاتی یا اصولی تقسیم نہیں ہے۔

ٹیم مجلہ طالبان: آپ عمر میڈیا پر فی الحال کیا کیا نشر کر رہے ہیں؟



مفتی غفران صاحب: عمر میڈیا پر تحریک طالبان پاکستان کی نشریات کا خلاصہ ہم ذکر کر دیتے ہیں۔

عمر میڈیا کئی ذیلی شعبوں سے عبارت ہے:

۱) شعبہ ویڈیوز، اس شعبے کے تحت دس سے زائد ویڈیو سلسلے چل رہے ہیں:

ابطال امت

زیر نظر

معرکے ہیں تیز تر

کفالۃ الیتیم

نہ جانے میرے بستی کے لوگ کب جاگیں گے ؟

تیار ہیں ہم

ہم لوگ طالبان ہیں

میں جہاد کا مسافر

دعوتِ جہاد

شاہین جوان

رسم محبت (عنقریب، ان شاء اللہ)

۲) شعبہ آڈیوز، اس شعبے کے تحت چار قسم کے سلسلے چل رہی ہیں:

۱-زونل ایف ایم (شمالی زون والا فعال ہے اور جنوبی زون والے پر کام جاری ہے)

۲-اردو اور پشتو زبانوں میں جہادی نظموں کے مختلف البمز موقع بموقع نشر کئے جاتے ہیں۔

۳-اصلاحی بیانات جن میں تحریک کے قائدین اور علماء کے بیانات شامل ہوتے ہیں۔

۴-پوڈکاسٹ پاسون، تقریباً پندرہ دن میں ایک پروگرام ہوتا ہے، جس میں حالات حاضرہ پر بحث اور انٹریوز شامل ہوتے ہیں۔

۳) تحریری شعبہ، اس شعبہ کے تحت تین مختلف مجلے نشر ہوتے ہیں:

مجلہ طالبان اردو (ماہنامہ)

مجلہ خدیجۃ الکبریٰ اردو (خواتین کے لئے)

مجلہ صدائے طالبان پشتو (عنقریب، ان شاء اللہ)

اس کے علاوہ ملکی وغیر ملکی سطح پر امت مسلمہ کو پیش آمدہ مسائل پر اعلامی کمیشن کے چھ ارکان مشاورت کے بعد تحریک کا موقف واضح کرتے ہیں۔ بالخصوص پاکستان میں جو مسائل پیش آتے ہیں، ان پر بروقت تحریک کا موقف پیش کرتے ہیں۔ عیدین کے پیغامات یا کسی اہم مسئلے پر امیر محترم حفظہ اللہ کی طرف سے بیانات، اور ولایتی سطح پر مشکلات کے حل کے لئے متعلقہ والی صاحب کی طرف سے جو بیان نشر ہوتا ہے وہ بھی اعلامی کمیشن کی منظوری کے بعد نشر ہوتا ہے۔

ٹیم مجلہ طالبان: مجلہ طالبان، جس کو آپ انٹرویو دے رہے ہیں، اس کی اہمیت کیا ہے؟

مفتی غفران صاحب: ہر مجلہ کسی بھی تحریک کی ترجمانی اور پیغام رسانی کا ایک اہم ذریعہ کہلاتا ہے۔ مجلہ طالبان میں تحریک طالبان پاکستان کے پورے مہینے کی کارروائیاں، اہم اداریہ اور حالت حاضرہ پر سیر حاصل بحث شامل ہوا کرتی ہے۔ اگر کوئی شخص ایک ہی مجلس میں تحریک طالبان پاکستان کے پورے مہینے کے حالات و واقعات اور کارروائیوں سے واقفیت حاصل کرنا چاہتا ہے تو وہ مجلہ طالبان کو اٹھا کر مطالعہ فرمائے۔

ٹیم مجلہ طالبان: سوشل میڈیا کا استعمال بہت عام ہو چکا ہے، مجاہدین بھی اسی کا فائدہ اٹھا رہے ہیں، انہیں کیا کہنا چاہیں گے؟

مفتی غفران صاحب: سوشل میڈیا کا استعمال دو دھاری تلوار کے استعمال کے مترادف ہے۔ اگر درست فکر، شرعی امور سے واقفیت کے بغیر غفلت کی حالت میں کوئی اس میدان میں قدم رکھ کر بے دریغ



استعمال کرنے لگتا ہے تو تباہی کے علاوہ کچھ بھی اس کے ہاتھ نہیں آسکتا، لیکن اگر کوئی دل، آنکھ اور زبان پر کنٹرول رکھتے ہوئے بیدار مغز کے ساتھ سوشل میڈیا کو فکری جنگ کے میدان مبارزہ کے طور پر استعمال کرتا رہے، تو وہ شخص ناقابل یقین فوائد (افادہ و استفادہ) سے بہرور ہو گا۔

ٹیم مجلہ طالبان: جہاد پاکستان میں میڈیا کے کردار پر روشنی ڈالیں۔

مفتی غفران صاحب: جہاد پاکستان کے خلاف میڈیا کو دشمن نے بنیادی آلہ کے طور پر استعمال کیا ہے۔ چونکہ میڈیا کے وسائل پر دشمن کا قبضہ ہے، اس وجہ سے وہ مجاہدین کے مثبت کردار کو منفی شکل میں عوام کے سامنے پیش کرتا ہے اور مجاہدین و عوام کے درمان نفرت اور دشمنی کے بیج بوتے ہیں۔ لیکن جب سے مجاہدین نے میڈیا کے میدان میں مہارت حاصل کی اور بعض وسائل تک رسائی حاصل کی ہے اس وقت سے مجاہدین کا حقیقی اور مثبت چہرہ اہلیان پاکستان پر واضح ہوا ہے اور دشمن کے پروپیگنڈے بے اثر ثابت ہو چکے ہیں۔

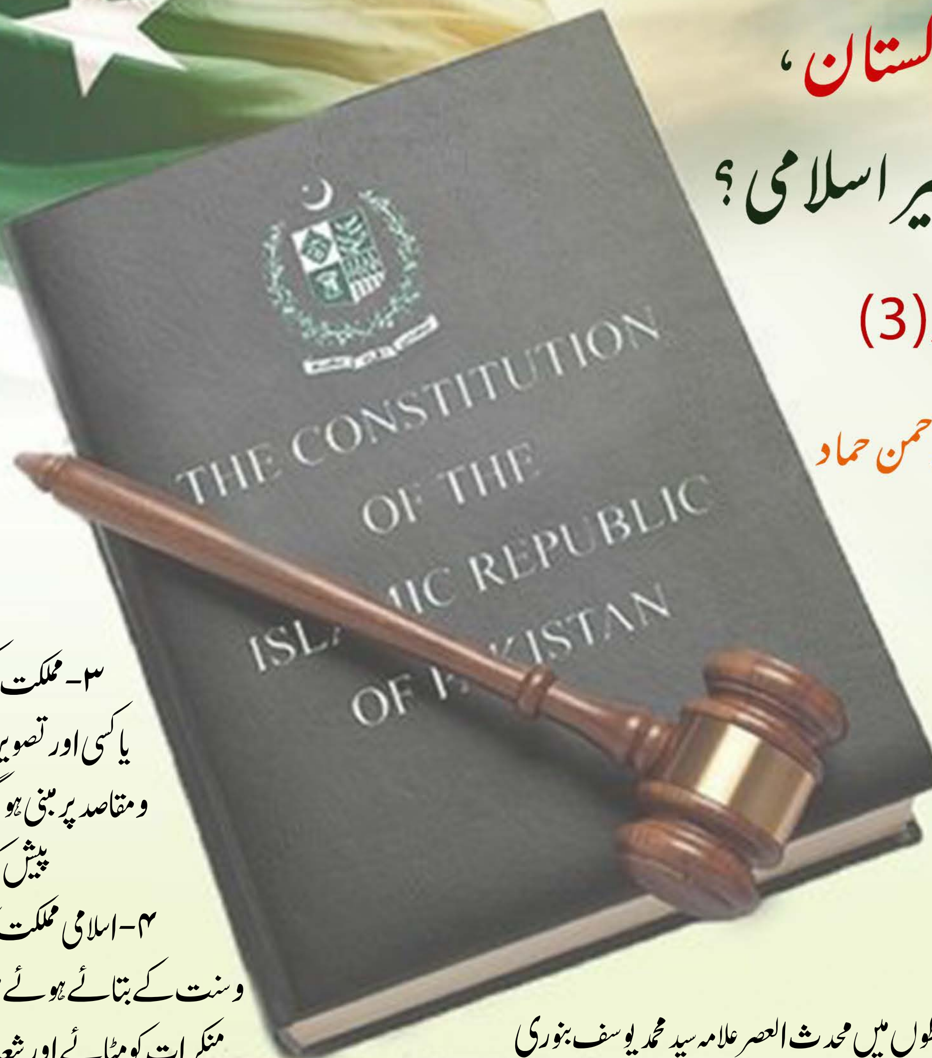
ٹیم مجلہ طالبان: عام مسلمانوں اور مجاہدین، خصوصا تحریک طالبان پاکستان کے مجاہدین کے لئے آپ کا کیا پیغام ہے؟

مفتی غفران صاحب: عوام اور مجاہدین سب کو میرا یہ پیغام ہے کہ میڈیا کو استعمال کرتے وقت یہ خیال ضرور رہے کہ اس وقت دشمنان اسلام کی توجہ خاص اس بات پر مرکوز ہے کہ میڈیا کے ذریعے مسلمانوں کے دلوں میں اسلام کے متعلق شکوک و شبہات پیدا کریں اور مجاہدین کو ملک دشمن یا قوم دشمن کے طور پر پیش کریں، اس ایجنڈے پر وہ اربوں ڈالر صرف کرتے ہیں تاکہ بے بنیاد خبروں، تبصروں اور تجزیوں سے سادہ لوح عوام کو مجاہدین اسلام سے بدظن کر سکیں۔

لہذا، آپ حضرات قوی ایمان اور مضبوط عزم کے ساتھ دشمنان اسلام کے اس جادو کو توڑ ڈالیں اور مثبت، مدلل اور مصلحانہ انداز میں مجاہدین کا موقف پیش کریں۔

آئینِ پاکستان،
اسلامی یا غیر اسلامی؟
قسط (3)

شیخ عبدالرحمن حماد



معزز قارئین! گزشتہ دو قسطوں میں محدث العصر علامہ سید محمد یوسف بنوری رحمہ اللہ اور شیخ الاسلام مولانا مفتی محمد تقی عثمانی صاحب کے حوالے سے آئینِ پاکستان کے اسلامی ہونے کے لیے معیارات بیان ہوئے، ان حضرات کے علاوہ دیگر علماء کرام نے بھی کچھ معیارات مقرر فرمائے ہیں، جیسا کہ مفتی محمد تقی عثمانی صاحب نے "نفاذ شریعت اور اس کے مسائل" میں ایک عنوان قائم کیا ہے: "۳۱ علماء کے طے کردہ ۲۲ نکات جن پر ہر مسلمہ اسلامی فرقہ متفق ہے" اس کے تحت لکھتے ہیں:

اسلامی مملکت کے دستور میں حسبِ ذیل اصول کی تصریح لازمی ہے:

۱- اصل حاکم تشریعی و تکوینی حیثیت سے اللہ رب العالمین ہے۔

۲- ملک کا قانون کتاب و سنت پر مبنی ہو گا اور کوئی ایسا قانون نہ بنایا جا سکے گا، نہ کوئی ایسا انتظامی حکم دیا جا سکے گا جو کتاب و سنت کے خلاف ہو۔

(تشریحی نوٹ) اگر ملک میں پہلے سے کچھ ایسے قوانین جاری ہوں جو قرآن و سنت کے خلاف ہوں تو اس کی تصریح بھی ضروری ہے کہ وہ بتدریج ایک معینہ مدت کے اندر منسوخ یا شریعت کے مطابق تبدیل کر دیئے جائیں گے۔

۳- مملکت کسی جغرافیائی، نسلی، لسانی یا کسی اور تصویر پر نہیں، بلکہ ان اصول و مقاصد پر مبنی ہو گی جن کی اساس اسلام کا پیش کیا ہوا ضابطہ حیات ہے۔

۴- اسلامی مملکت کا یہ فرض ہو گا کہ قرآن و سنت کے بتائے ہوئے معروفات کو قائم کرے، منکرات کو مٹائے اور شعائرِ اسلامی کے احیاء و اعلاء اور مسلمہ اسلامی فرقوں کے لیے ان کے اپنے مذہب کے مطابق ضروری اسلامی تعلیم کا انتظام کرے۔

۵- اسلامی مملکت کا یہ فرض ہو گا کہ وہ مسلمانانِ عالم کے لیے رشتہ اتحاد و اخوت کو قوی سے قوی تر کرنے اور ریاست کے مسلم باشندوں کے درمیان عصبیت جاہلیہ کی بنیادوں پر نسلی، لسانی، علاقائی یا دیگر مادی امتیازات کے ابھرنے کی راہیں مسدود کر کے ملت اسلامیہ کی وحدت کے تحفظ و استحکام کا انتظام کرے۔

۶- مملکت بلا امتیازِ مذہب و نسل وغیرہ تمام ایسے لوگوں کی لابدی انسانی ضروریات یعنی غذا، لباس، مسکن، معالجہ اور تعلیم کی کفیل ہو گی جو اکتسابِ رزق کے قابل نہ ہوں، یا نہ رہے ہوں، یا عارضی طور پر بے روزگاری، بیماری یا دوسرے وجوہ سے فی الحال سعیِ اکتساب پر قادر نہ ہوں۔

۷- باشندگانِ ملک کو وہ تمام حقوق حاصل ہوں گے جو شریعتِ اسلامیہ نے ان کو عطا کئے ہیں یعنی حدود قانون کے اندر تحفظِ جان و مال و آبرو، آزادیٔ مذہب و مسلک، آزادیٔ عبادت، آزادیٔ ذات، آزادیٔ اظہار رائے، آزادیٔ نقل و حرکت، آزادیٔ اجتماع، آزادیٔ اکتساب رزق، ترقی کے

مواقع میں یکسانی اور رفاہی اداروں سے استفادہ کا حق۔
۸- مذکورہ بالا حقوق میں سے کسی شہری کا کوئی حق اسلامی قانون کی سند جواز کے بغیر کسی وقت سلب نہ کیا جائے گا اور کسی جرم کے الزام میں کسی کو بغیر فراہمیٔ موقع صفائی و فیصلۂ عدالت کوئی سزا نہ دی جائے گی۔
۹- مسلمہ اسلامی فرقوں کو حدود قانون کے اندر پوری مذہبی آزادی حاصل ہوگی، انہیں اپنے پیرووٴں کو اپنے مذہب کی تعلیم دینے کا حق حاصل ہوگا۔ وہ اپنے خیالات کی آزادی کے ساتھ اشاعت کر سکیں گے، ان کے شخصی معاملات کے فیصلے ان کے اپنے فقہی مذہب کے مطابق ہوں گے اور ایسا انتظام کرنا مناسب ہوگا کہ انہیں کے قاضی یہ فیصلے کریں گے۔
۱۰- غیر مسلم باشندگانِ مملکت کو حدود قانون کے اندر مذہب و عبادت، تہذیب و ثقافت اور مذہبی تعلیم کی پوری آزادی ہوگی اور انہیں اپنے شخصی معاملات کا فیصلہ اپنے فقہی مذہبی قانون یا رسم و رواج کے مطابق کرانے کا حق حاصل ہوگا۔
۱۱- غیر مسلم باشندگانِ مملکت سے حدودِ شریعت کے اندر جو معاہدات کئے گئے ہیں ان کی پابندی لازمی ہوگی اور جن حقوقِ شہری کا ذکر دفعہ نمبر ۷ میں کیا گیا ہے اُن میں غیر مسلم باشندگانِ ملک برابر کے شریک ہوں گے۔
۱۲- رئیسِ مملکت کا مسلمان مرد ہونا ضروری ہے، جس کے تدیّن، صلاحیت اور اصابتِ رائے پر جمہور یا ان کے منتخب نمائندوں کا اعتماد ہو۔
۱۳- رئیسِ مملکت ہی نظمِ مملکت کا اصل ذمہ دار ہوگا، البتہ وہ اپنے اختیارات کا کوئی جزو کسی فرد یا جماعت کو تفویض کر سکتا ہے۔
۱۴- رئیسِ مملکت کی حکومت مستبدانہ نہیں بلکہ شورائی ہوگی، یعنی وہ ارکانِ حکومت اور منتخب نمائندگانِ جمہور سے مشورہ لے کر اپنے فرائض سرانجام دے گا۔
۱۵- رئیسِ مملکت کو یہ حق حاصل نہ ہوگا کہ وہ دستور کو کلاًیا جزواً معطل کر کے شوریٰ کے بغیر حکومت کرنے لگے۔
۱۶- جو جماعت مملکت کے انتخاب کی مجاز ہوگی، وہ کثرت رائے سے اسے معزول کرنے کی بھی مجاز ہوگی۔
۱۷- رئیسِ مملکت شہری حقوق میں عامۃ المسلمین کے برابر ہوگا اور قانونی مؤاخذہ سے بالاتر نہ ہوگا۔
۱۸- ارکان و عمالِ حکومت اور عام شہریوں کے لیے ایک ہی قانون و ضابطہ ہوگا اور دونوں پر عام عدالتیں ہی اس کو نافذ کریں گی۔
۱۹- محکمہ عدلیہ، محکمہ انتظامیہ سے علیحدہ اور آزاد ہوگا، تاکہ عدلیہ اپنے فرائض کی انجام دہی میں ہیئتِ انتظامیہ سے اثر پذیر نہ ہو۔
۲۰- ایسے افکار و نظریات کی تبلیغ و اشاعت ممنوع ہوگی جو مملکت اسلامی کے اساسی اصول اور مبادی کے انہدام کا باعث ہوں۔
۲۱- ملک کے مختلف ولایات و اقطاع مملکتِ واحدہ کے اجزاء انتظامی متصور ہوں گے، ان کی حیثیت نسلی، لسانی یا قبائلی واحدہ جات کی نہیں بلکہ محض انتظامی علاقوں کی ہوگی، جنہیں انتظامی اختیارات کے پیشِ نظر مرکزی سیادت کے تابع انتظامی اختیارات سپرد کرنا جائز ہوگا، مگر انہیں مرکز سے علیحدگی کا حق حاصل نہ ہوگا۔
۲۲- دستور کی کوئی ایسی تعبیر معتبر نہ ہوگی جو کتاب و سنت کے خلاف ہو۔ (ص: ۱۹ تا ۲۲)

مذکورہ بائیس نکات کے مرتبین عام علماء و مذہبی سکالرز نہ تھے، بلکہ ملک کے جید و ممتاز علماء و مفتیان، اور شیوخ تھے، جن میں مولانا محمد یوسف بنوری، مولانا سید سلیمان ندوی، مولانا بدر عالم، مولانا احتشام الحق تھانوی، مولانا خیر محمد، مولانا مفتی محمد شفیع، مولانا محمد ادریس، پیر صاحب محمد امین الحسنات، مولانا شمس الحق افغانی، مولانا مفتی محمد حسن، حاجی محمد امین المجاہد، قاضی عبد الصمد سربازی، مولانا اطہر علی، مولانا حبیب الرحمن، مولانا محمد علی جالندھری (رحمہم اللہ) اکابرین سمیت مختلف مکاتبِ فکر کے ۳۱ جید و ممتاز علماء و مشائخ شامل ہیں۔ (دساتیر پاکستان کی اسلامی دفعات ایک تجزیاتی مطالعہ، ص: ۲۳۴)
ہر قاری خود ہی اندازہ لگائے کہ مذکورہ بالا بائیس نکات (جن پر ہر مسلمہ اسلامی فرقہ متفق ہے اور جس کی تصریح اسلامی مملکت کے دستور میں لازمی ہے) آئین پاکستان میں ہیں کہ نہیں؟ اور اگر کچھ ہوں بھی تو علمائے کرام کے بیان کردہ روح کے ساتھ ہیں؟ یا کہ انہیں قصداً ایسے الفاظ کے ساتھ آئین کا حصہ بنایا گیا ہے کہ سکولرزم اور لادینیت کے لئے ان میں چور دروازے رکھے گئے ہیں؟ یا فقط خانہ پوری اور دیندار طبقے کے اطمینان

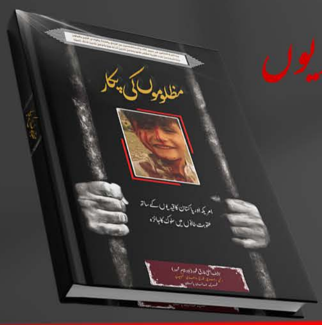
کے لئے انہیں آئین کا حصہ بنایا گیا ہے؟

ہر قاری سے میری گزارش ہے کہ علماء کرام کے مرتب کردہ مذکورہ بالا ۲۲ نکات کو بار بار پڑھیں اور اس کے تناظر میں آئین پاکستان کی اسلامیت کا جائزہ لیں، ان شاء اللہ حقیقت آپ پر عیاں ہو جائے گی۔ خصوصیت کے ساتھ نکات نمبر ز۲، ۴، ۵، ۹، ۱۷، ۲۰اور ۲۲ کو عمیق نگاہ سے پڑھیں۔

قارئین کرام! درجہ بالا پیراگراف میں اشارہ کردہ نکات کی طرف آپ کی توجہ دلانے کا یہ ہرگز مطلب نہیں کہ باقی ماندہ نکات علماء کرام کی منشاء کے مطابق آئین کا حصہ بنایا گیا ہے، وجہ یہ ہے کہ باقی ماندہ دفعات کو آئین کا حصہ بناتے وقت قانونی ماہرین نے جس خطرناک شکل میں پابندِ سلاسل کر رکھا ہے اس کا اندازہ اُس شخص کو بخوبی ہو گا جو آئین کے الفاظ کو سمجھتا ہو، الفاظ کے قوت و ضعف سے واقف ہو، چنانچہ مذکورہ نکات کے لئے ایسے الفاظ استعمال کئے گئے ہیں جن سے ان نکات کو قانونی حیثیت کی بجائے وعظ و نصیحت کا درجہ حاصل ہے، چنانچہ انہیں درجِ آئین کرتے ہوئے "چاہئے"، "مملکت کوشش کرے گی"، "اس قابل بنائے گی"، "قابلِ دسترس بنائے گی"، "حوصلہ شکنی کرے گی"، "حوصلہ افزائی کرے گی"، "ایسے اقدامات کئے جائیں گے کہ جن کی مدد سے قرآن و سنت کا مفہوم سمجھ سکیں" (آئینِ پاکستان دفعہ ۳۰ تا ۴۰) وغیرہ الفاظ استعمال کئے ہیں جن کی قانونی حیثیت وعظ و نصیحت سے بڑھ کر نہیں، اور جو کسر باقی رہ گئی تھی اسے آئین کی دیگر دفعات اور دو تہائی اکثریت کے حقِ تقنین نے پورا کیا، جیسا کہ گزشتہ قسط میں ذکر کیا کہ مفتی محمد تقی عثمانی صاحب "اسلام اور سیاسی نظریات" (ص: ۱۱۶) میں فرماتے ہیں: لیکن افسوس ہے کہ بعد میں سپریم کورٹ نے ایک فیصلہ میں کہہ دیا کہ قرارداد مقاصد دستور کا حصہ ضرور ہے، لیکن دوسرے حصوں پر بالا نہیں ہے۔ دونوں یکساں حیثیت کے حامل ہیں۔

جاری ہے۔

معذرت: یہ قسط گزشتہ شمارے میں شائع کرنی تھی، رہ جانے پر ادارہ قارئین سے معذرت خواہ ہے۔



مفتی طارق محسود (رکن رہبری شوری واعلامی کمیشن تحریک طالبان پاکستان) کی قیدیوں کے حوالے سے لکھی گئی کتاب

مظلوموں کی پکار قسط (2)

پیش لفظ

زیر نظر کتاب کے نام سے واضح ہے کہ اس میں اُن ستم زدہ لوگوں کی داستانیں زیبِ قرطاس ہیں جن پر ڈھائے جانے والے ظلم سے مہذب دنیا نے آنکھیں بند کی ہوئی ہیں یا در حقیقت وہ مظالم ان سے پوشیدہ ہیں۔

قارئین کرام! یہ داستانیں کوئی فرضی ناول نہیں جن سے فقط دل بہلایا جائے بلکہ یہ آپ بیتی بھی ہیں اور جگ بیتی بھی، کیونکہ ان میں سے اکثر واقعات انہی مظلوموں کی زبانی ہیں، جبکہ ایک آدھ میں دوسرے مظلومین کے اُن پوشیدہ حالات پر سے بھی پردہ اُٹھایا گیا ہے جن سے پوری دنیا میں تغافل برتا جارہا ہے۔

معزّز قارئین! کتابِ ہذا کے مؤلف (مفتی طارق محمود صاحب) عدیم الفرصت ہونے کے باوجود ایک ایک قیدی کے پاس بذاتِ خود گئے، ہر ایک سے اس کی سرگزشت سنی، پھر اسے بہت کم مدت میں قلم بند کیا اور آپ کے سامنے رکھا، تاکہ یہ آپ کے لئے بھی سوہانِ روح بن جائے اور بااحساس ہونے کی صورت میں ان کے حق میں آواز اُٹھانے والے بن جائیں۔

محترم قارئین! میں نے خود بھی بہت سے قیدیوں سے یہ بات سنی ہے اور زیرِ نظر کتاب میں بعض قیدیوں نے بتایا ہے کہ امریکی بطورِ دھمکی کہا کرتے کہ سدھر جاؤ، ہماری بات مان لو، ورنہ ہم تمہیں پاکستان کے حوالہ کردیں گے، کیونکہ امریکیوں کو معلوم تھا کہ پاکستان میں قیدیوں پر جو مظالم روا رکھے جاتے ہیں وہ اِن ظالم امریکیوں کے یہاں بھی ممنوع تھے۔

اس سے آپ حضرات اندازہ لگاسکتے ہیں کہ پاکستانی خفیہ ادارے ٹارچر سیلوں میں قیدیوں کو جس درندگی کا نشانہ بنایا جارہا ہے وہ ناقابلِ بیان ہے، حالانکہ اسلامی نقطۂ نظر بلکہ موجودہ بین الاقوامی قوانین کی رو سے جنگی قیدیوں کے بہت سے حقوق ہیں، انہیں انسانوں کی طرح رہنے کا حق ہے، ان کا حق ہے کہ انہیں وہ کھانا پینا دیا جائے جو حفظانِ صحت کے اصولوں کے تحت تیار ہو، انہیں جیل کے اندر ہی سہی مگر تازہ ہوا اور دھوپ ملنا ان کا حق ہے، انہیں جب بھی قضائے حاجت کی ضرورت ہو تو پوری کرنے کا حق ہے، مگر عالمی دہشت گرد امریکہ اور اس کی کرایہ دار سپاہیوں نے ان تمام حقوق کو اپنے پاؤں تلے روند ڈالا ہے۔

یہی وجہ تھی کہ کئی سال تک پاکستان کے ٹارچر سیلوں سے تشدد زدہ بوری بند لاشیں نکلتی رہیں، اور جن بعض قیدیوں کو ان اذیت خانوں سے چھٹکارہ مل گیا ہے وہ ذہنی طور پر تو مفلوج ہے ہی، مگر جسمانی اعتبار سے سوائے ہڈیوں کے اور کچھ بچا ہی نہیں۔ میں نے خود اِن گنہگار آنکھوں سے ایسے قیدی بھی دیکھے ہیں جو پاکستان کے اذیت خانوں میں صرف تین سال رہ کر نکلے تو ۱۰۰ کلو سے زائد بدن کا حامل انسان ۴۰ کلو سے زائد نہ تھا۔ (مولانا عبد اللہ شاہ مظہر صاحب جیسے بہت سے مجاہدین بطورِ مثال حیات ہیں، حالانکہ انہوں نے ریاستِ پاکستان کے مظالم کے خلاف ہتھیار بھی نہیں اٹھائے تھے) اور بہت سے ایسے قیدیوں کی خبریں بھی گردش کررہی ہیں کہ انہیں رہائی کے وقت ایسے زہریلے ٹیکے لگائے گئے کہ رہائی کے چند دن بعد ان کی روحیں ان خستہ حال، تشدد زدہ، نحیف اور لاغر اجسام کو خیرباد کہہ کر موت کی آغوش میں چلی گئیں۔ اور اب بھی اِن عقوبت خانوں میں ہزاروں کی تعداد میں ایسے قیدی موجود ہیں جو اپنی باقی ماندہ زندگی کے دن رات اپنے عزیز واقارب سے ملنے کے انتظار میں گزار رہے ہیں، حالانکہ ان کے عزیز واقارب کو ان کی موت وحیات کا پتہ تک نہیں۔

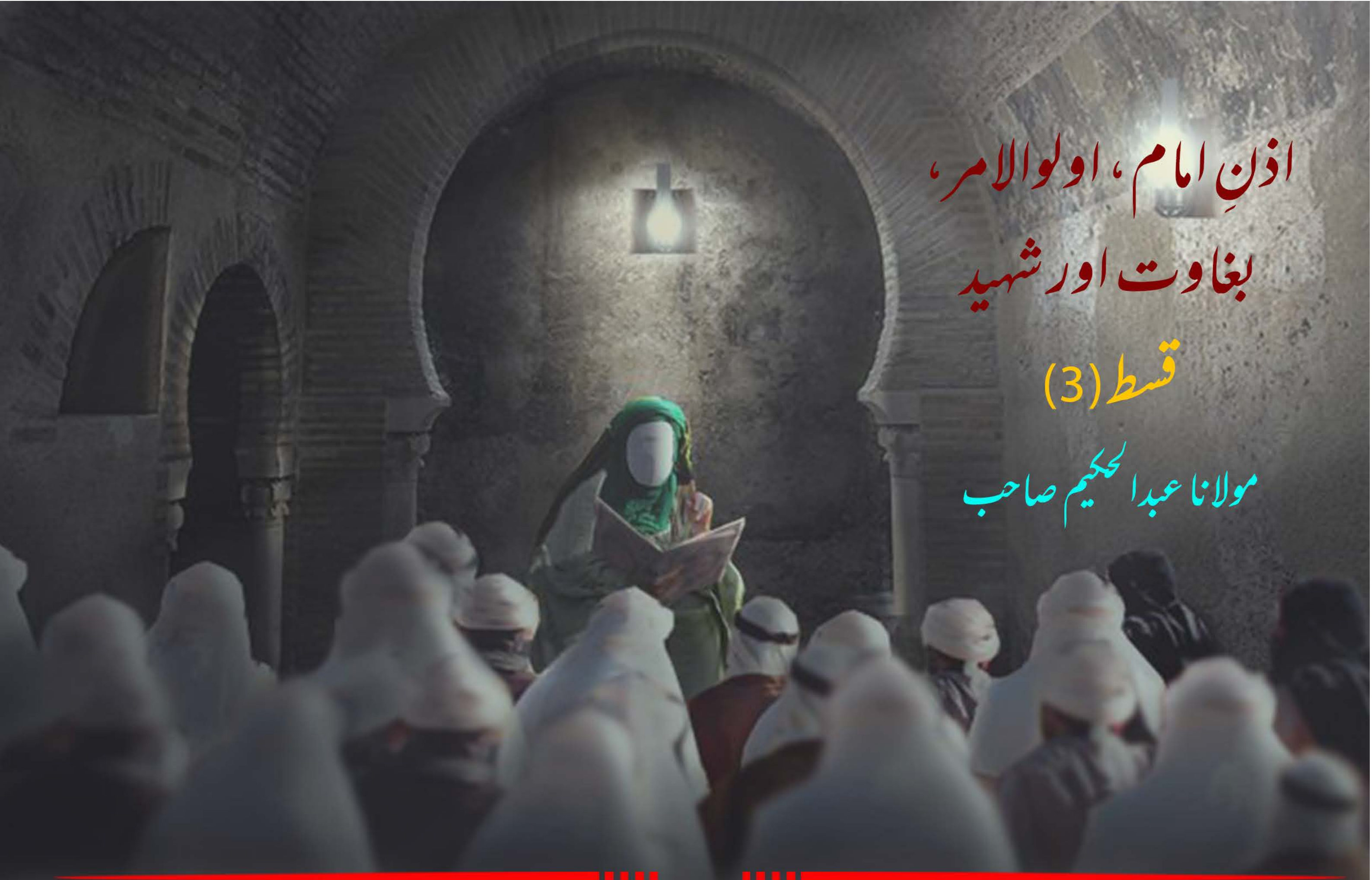
پاکستان میں مسنگ پرسن کا معاملہ عروج پر ہے، جس سے ہر خاص وعام پاکستانی باخبر ہے، بلوچوں کے ساتھ جو سلوک پاکستانی ریاستی اداروں نے کیا اور کررہے ہیں وہ کسی سے پوشیدہ نہیں، تب ہی تو ایجوکیٹڈ بلوچ عورتیں تک فدائی حملے کر رہی ہیں، کہ ان سے اپنی قوم کی مزید مظلومیت برداشت نہیں ہوتی۔

قارئین کرام! زیرِ نظر کتاب کی بہت سی خصوصیات کا اندازہ آپ حضرات تبھی لگاسکیں گے جب آپ اس کا بغور مطالعہ فرمائیں گے، مگر ایک خصوصیت کے بارے میں آپ کو اس لئے بتادینا چاہتا ہوں کہ وہ آپ سے مطالعہ کے دوران نظر انداز نہ ہوجائے، اور یا آپ اسے فلسفیانہ بحث سمجھ کر چھوڑ نہ دیں، اور وہ یہ کہ شاید کسی کے ذہن میں آئے کہ ان قیدیوں کے ساتھ جو مظالم کئے جارہے ہیں وہ اس کے مستحق ہیں، کیونکہ انہوں نے بھی تو ظلم کئے ہیں۔ اس غلط فہمی کا تفصیلی جواب مؤلف مفتی ابوہشام (طارق محمود محسود) صاحب نے دیا ہے، جسے دہرانے کی یہاں ضرورت نہیں۔

اسی طرح دورِ حاضر میں پروان چڑھتے نظریے "عدم تشدد" پر بھی مصنف نے سیر حاصل بحث کی ہے، چنانچہ قارئین سے گزارش ہے کہ اسے لازماً وقت دے کر دقیق مطالعہ فرمائیں۔

اللہ تعالی ہم سب کو ظالم وجائر حکمرانوں کے سامنے کلمۂ حق کہنے کی توفیق عطا فرمائے، آمین۔

شیخ عبد الرحمن حماد   ۶ صفر المظفر ۱۴۴۴ھ



اذنِ امام، اولوالامر، بغاوت اور شہید

قسط (3)

مولانا عبدالحکیم صاحب

دوسرا موضوع:

پاکستان کی حکومت اسلامی نہیں اور اس کے حکمران اولوالامر نہیں ہیں۔

یہ مسئلہ بھی افواج پاکستان اور حکومت کی طرف سے بار بار اُٹھایا جاتا ہے، اس کے بارے میں علماء سے زبردستی فتوے لیے جاتے ہیں کہ پاکستان کی حکومت اسلامی ہے اور اِس کے حکمران اولوالامر ہیں، اس لیے اِن کے خلاف کرنا ناجائز اور بغاوت ہے وغیرہ، لیکن شریعت کی نظر میں یہ بات صحیح نہیں ہے۔

اس میں کوئی شک نہیں کہ پاکستان مسلمانوں کا ملک اور وطن ہے، اس معنی میں تو پاکستان کو اسلامی ملک کہا جاسکتا ہے، اس لیے اگر کوئی کافر اس پر حملہ کرے اور اس پر قبضہ کرنے کی کوشش کرے تو مسلمانوں پر اس کا دفاع واجب ہے، کیوں کہ یہ مسلمانوں کی سرزمین ہے۔ لیکن جہاں تک اس کی حکومت اور حکمرانوں کا تعلق ہے تو اس کی حکومت ایک غیر اسلامی غیر شرعی حکومت ہے، اسی بنیاد پر اس کے حکمران بھی وہ شرعی حکمران نہیں ہیں جنہیں شرعی اصطلاح میں اولوالامر کہا جاتا ہے اور جن کی سمع وطاعت مسلمانوں پر واجب ہوتی ہے۔

پاکستان کا نظام غیر شرعی نظام ہے:

اس کی وجہ یہ ہے کہ ملک میں عملی طور شرعی قوانین نافذ نہیں ہیں، عدالتوں میں فیصلے غیر اسلامی انگریزی قوانین کے مطابق ہوتے ہیں اور عدالتی قانون بھی انگریز کا مرتَب کردہ غیر اسلامی قانون ہے، حکومتی نظام غیر اسلامی نظام ہے، معاشی نظام بھی غیر اسلامی سودی نظام ہے، ایسی صورت میں جب عملی اور مجموعی طور پر پورا نظام غیر اسلامی و غیر شرعی بنیادوں پر قائم ہو تو ایسی مملکت کو شرعی اسلامی حکومت کہنا بے بنیاد اور خلافِ حقیقت ہے، اور اس بات میں کوئی شک اور کوئی دو آراء نہیں ہیں کہ پاکستان میں اسلامی نظام معدوم ہے۔

جمہوری نظام شریعت سے متصادم نظام ہے:

پاکستان میں انگریز کا بنایا ہوا جمہوری نظام نافذ ہے، اور جمہوری نظام اسلامی نظام سے بلکل متضاد ہے۔ لہذا اس جمہوری نظام کے ہوتے ہوئے اسے شرعاً اسلامی ریاست نہیں کہا جاسکتا۔

جمہوری نظام میں اسلامی نظام اپنے نافذ العمل ہونے میں پارلیمنٹ اور اس کی اکثریت کا محتاج ہوتا ہے۔ اگر پارلیمنٹ کی اکثریت اسلامی قانون کو ملک کے قانون کے طور پر پاس کردے تو پھر تو یہ ملک کا قانون بن سکتا ہے ورنہ نہیں، گویا پاکستان میں اسلامی قانون یعنی قرآن وحدیث، واجب العمل ہونے میں آئین کے مطابق انسانی آراء کے محتاج ہیں، اکثریت چاہے تو اسے قانون بنادے اور چاہے تو نہ بنائے، حالاں کہ اللہ تعالی فرماتے ہیں کہ اللہ تعالی اور اس کے رسول کے فیصلوں میں

کسی کے لیے کوئی اختیار نہیں ہے سوائے اسے تسلیم کرنے:

وَمَا كَانَ لِمُؤْمِنٍ وَلَا مُؤْمِنَةٍ إِذَا قَضَى اللَّهُ وَرَسُولُهُ أَمْرًا أَنْ يَكُونَ لَهُمُ الْخِيَرَةُ مِنْ أَمْرِهِمْ (الاحزاب)

یہ پاکستان کا غیر اسلامی آئین ہی ہے جو پارلیمنٹ کے اراکین کو شریعت مسترد کرنے کا اختیار دیتا ہے، لہذا اللہ تعالی کا بھیجا ہوا الٰہی قانون سب سے پہلے بحث کے لیے اسمبلی میں پیش کیا جاتا ہے، پھر اسمبلی کے ہر رکن کو یہ اختیار ہوتا ہے کہ اسے مسترد کر دے یا اس کے حق میں رائے دے۔ اس لیے جو آئین انسانوں کو الٰہی قانون مسترد کرنے کا اختیار دے تو وہ اسلامی آئین نہیں ہو سکتا چاہے اس میں قرآن و حدیث کے خلاف قانون نہ بننے کی شرط ہی کیوں نہ لگائی گئی ہو۔ یہی وجہ ہے کہ پاکستانی پارلیمنٹ میں شریعت اسلامی کو قانونی حیثیت دینے کے لیے کئی دفعہ پیش کیا گیا لیکن پارلیمنٹ کی طرف سے اُسے مسترد کر دیا گیا۔ اگر بالفرض پارلیمنٹ سے شریعت کو ملک کے قانون کی حیثیت مل بھی جائے تو پھر بھی یہ آئین اسلامی نہیں، کیوں کہ شریعت کو قانونی حیثیت دینے کا اختیار انسانوں کو دینا ہی غیر شرعی اور غیر اسلامی عمل ہے۔

حکومت اور حکمران کے اسلامی ہونے کے لیے نفاذِ اسلام شرط ہے:

لہذا جب تک کسی ملک میں عملی طور پر اسلامی نظام نافذ نہ ہو تو اس وقت تک اس حکومت یا ریاست کو اسلامی اور اس کے حکمرانوں کو شرعی حکمران یا اولوالامر نہیں کہا جاسکتا، یہی وجہ ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے اُن حکمرانوں کی سمع و طاعت کا حکم فرمایا ہے کہ جو شریعت کے مطابق لوگوں کو چلائیں، یعنی اسلامی نظام نافذ کریں۔ بہت سی احادیث اور صحابہ کے آثار سے بھی یہ بات واضح طور پر معلوم ہوتی ہے کہ حکمران کی سمع و طاعت اس وقت واجب ہوتی ہے اور وہ اُس وقت اولوالامر بنتا ہے کہ جب شریعت نافذ کرے، جیسا کہ رسول اللہ ﷺ کا فرمان مبارک ہے:

عَنْ يَحْيَى بْنِ حُصَيْنٍ، قَالَ: سَمِعْتُ جَدَّتِي، تُحَدِّثُ، أَنَّهَا سَمِعَتِ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَخْطُبُ فِي حَجَّةِ الْوَدَاعِ، وَهُوَ يَقُولُ: وَلَوِ اسْتُعْمِلَ عَلَيْكُمْ عَبْدٌ يَقُودُكُمْ بِكِتَابِ اللَّهِ، فَاسْمَعُوا لَهُ وَأَطِيعُوا۔ (صحيح مسلم)

یعنی اگر تم پر کسی غلام کو بھی حاکم بنا دیا جائے جو تمہیں کتاب اللہ کے مطابق چلائے تو اس کی سمع و طاعت کرو۔

اس سے پتہ چلتا ہے کہ حکمرانوں کی سمع و طاعت اُس وقت واجب ہے کہ جب وہ ملک میں کتاب اللہ کا نظام نافذ کریں، اس لیے جو حکمران شریعت نافذ نہیں کرتے وہ شرعی حکمران اور اولوالامر نہیں ہیں، مسلمانوں پر اُن کی اطاعت واجب نہیں ہے۔

اسی طرح علی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ حکمران پر لازم ہے کہ وہ شریعت کے مطابق فیصلے کرے، جب وہ ایسا کرے گا تو مسلمانوں پر اُس کی سمع و طاعت واجب ہوگی ورنہ نہیں:

قَالَ عَلِيُّ بْنُ أَبِي طَالِبٍ: كَلِمَاتٌ أَصَابَ فِيهِنَّ: حَقٌّ عَلَى الْإِمَامِ أَنْ يَحْكُمَ بِمَا أَنْزَلَ اللَّهُ وَأَنْ يُؤَدِّيَ الْأَمَانَةَ، فَإِذَا فَعَلَ ذَلِكَ كَانَ حَقًّا عَلَى الْمُسْلِمِينَ أَنْ يَسْمَعُوا وَيُطِيعُوا وَيُجِيبُوا إِذَا دُعُوا.

(مصنف ابن ابي شيبة، صحيح ابن خزيمة)

اسی طرح مفتی اعظم پاکستان مفتی رشید احمد لدھیانوی رحمہ اللہ احسن الفتاویٰ میں ایک سوال کے جواب میں بھی اسی بات کا صراحت کے ساتھ ذکر ہے:

سوال: اسلامی ملک کی تعریف کے لیے قرآن و سنت پر عملدرآمد ضروری ہے یا صرف مسلمانوں کی آبادی کا ہونا کافی ہے؟ یعنی جس ملک میں قرآن و سنت کے عملی نظام کا نفاذ نہ ہو تو ایسی صورت میں یہ ملک اسلامی ملک ہے یا غیر اسلامی؟ بینوا توجروا۔

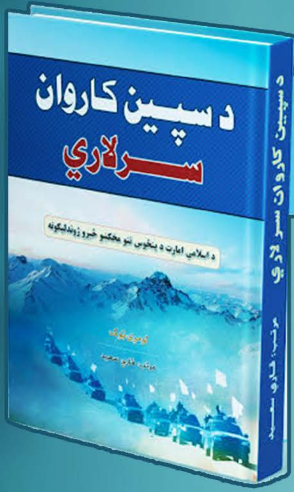
جواب باسم ملھم الصواب:

جس ملک میں اگرچہ عملاً احکام اسلام کا نفاذ نہ ہو مگر تنفیذِ احکام پر قدرت ہو وہ دارالاسلام ہے، اس معنی سے اسے اسلامی ملک بھی کہا جاسکتا ہے مگر ایسے ملک کی حکومت کو اُس وقت تک حکومت اسلامیہ نہیں کہا جاسکتا جب تک کہ وہ احکام اسلام کی تنفیذ نہ کرے۔ فقط واللہ تعالی اعلم۔"

(احسن الفتاویٰ)

مفتی نظام الدین شہید رحمہ اللہ کے فتویٰ کے الفاظ:

اسلامی ممالک کے جتنے حکمران اس صلیبی جنگ میں امریکہ کا ساتھ دے رہے ہیں اور اپنی زمین، وسائل اور معلومات ان کو فراہم کر رہے ہیں وہ مسلمان پر حکمرانی کے حق سے محروم ہو چکے ہیں، تمام مسلمانوں کو چاہیے کہ ان حکمرانوں کو اقتدار سے محروم کریں چاہے اس کے لیے جو بھی طریقہ استعمال کیا جائے۔



امارت اسلامیہ افغانستان کے سرکردہ رہنماؤں کی سوانحِ حیات پر لکھی گئی پشتو کتاب دسپین کاروان سرلاري کا اردو ترجمہ "رہنمائے قافلۂ حق" قسط (3)

مترجم: شیخ ابو محمد حماد
فاضل دار العلوم کراچی

ملا محمد عمر مجاہد رحمہ اللہ کی قائدانہ شخصیت:

ملا محمد عمر مجاہد رحمہ اللہ بطورِ قائد جداگانہ طبیعت اور سلیقے کے مالک تھے۔ موصوف دنیا کے دیگر حکام کے برعکس خود نمائی سے نفرت کرتے، بلا ضرورت بات چیت سے پرہیز کرتے، لیکن جب بات کی ضرورت پیش آتی تو ان کی باتیں انتہائی مضبوط، سنجیدہ اور معقول ہوتیں۔ خصوصاً افغانستان پر امریکی حملے کے شروع میں امریکیوں کی طرف سے اسلامی امارت کو ختم کرنے اور تبلیغاتی لحاظ سے مجاہدین کے مورال کو کم کرنے کے لئے امریکیوں کی کوششیں بڑی تیزی سے جاری تھیں پوری مغربی میڈیا، ریڈیو اور ٹیلی ویژن چینل اس کے لئے وقف تھے۔ مگر ملا محمد عمر مجاہد رحمہ اللہ نے ان تمام شیطانی تبلیغات کے مقابلے میں انتہائی اطمینان اور بلند مورال کے ساتھ عام فہم اور سیدھی سادہ باتوں سے اپنی ملت کو اطمینان اور حوصلہ دلایا، انہوں نے فرمایا:

"اللہ تعالیٰ ہر شے پر قادر ہے، اللہ تعالیٰ کے سامنے امریکا اور چیونٹی کی قدرت میں کوئی فرق نہیں، امریکی اور اس کے اتحادی اس بات کو غور سے سن لیں کہ اسلامی امارت کی قیادت ایسی نہیں کہ ظاہر شاہ (افغانستان کا سابق بادشاہ) کی طرح روم کو چلی جائے اور اس کی فوج تمہارے سامنے سر تسلیم خم کریں (تسلیم و سرنڈر ہو جائیں) بلکہ اسلامی امارت ایک منظم جماعت ہے۔ اگر تم شہروں اور دار الحکومت پر قبضہ کر کے اسلامی امارت کو گرا دو تو ہمارے مجاہدین تمہارے خلاف دشت و بیابان اور پہاڑوں کو اپنی قرار گاہ بنالیں گے پھر تم کیا کرو گے؟ پھر کمیونسٹوں کی طرح ہر جگہ مرو گے۔ یہ بات سمجھو کہ افراتفری پیدا کرنا آسان ہے لیکن اسے ختم کرنا اور ایک صالح نظام وجود میں لانا بہت مشکل کام ہے۔ ہر کسی کو موت آئے گی، اس کا آنا برحق ہے، اگر یہ موت امریکی اتحاد میں بے ایمانی اور بے غیرتی میں آئے یہ بہتر ہے کہ اسلام میں ایمان و غیرت کی حالت میں شہادت نصیب ہو یہ بہتر ہے؟"

اس وقت امیر المؤمنین ملا محمد عمر مجاہد رحمہ اللہ کی مذکورہ بالا پُر ایمان تقریر سے بہت سے لوگوں کا شرح صدر ہوا، لیکن جن لوگوں کا اُس وقت شرح صدر نہ ہوا تھا آج سولہ سال بعد جب امریکہ بشمول نیٹو اتحاد کے اپنے تمام تر اتحادیوں سمیت ملا محمد عمر مجاہد رحمہ اللہ کے خالی ہاتھ مجاہدین کے ہاتھوں شکست کو دیکھ کر انہیں موصوف رحمہ اللہ کی تقریر کی صداقت کا یقین آگیا ہوگا۔ (اور جن کو سولہ سال بعد بھی امیر المؤمنین رحمہ اللہ کی تقریر کی صداقت کا یقین نہیں تھا، امید ہے کہ انہیں ۱۵ اگست ۲۰۲۱ کو طالبان کے دوبارہ افغانستان پر قبضہ کرنے سے یقین آہی گیا ہوگا۔ از مترجم)

اسی طرح امیر المؤمنین ملا محمد عمر مجاہد رحمہ اللہ نے امریکی حملے کے شروع میں افغان عوام سے خطاب کے دوران حملہ آور اور اُن کی کٹھ پتلی کو اشارتاً کہا:

"اسلحہ سے کسی کو قتل کیا جاسکتا ہے، پر اسلحہ سے موت کو روکا نہیں جاسکتا"۔

موصوف رحمہ اللہ کا مذکورہ جملہ اُس وقت بعض لوگوں کو بے معنیٰ اور بے مفہوم ترکیب دکھائی دے رہا تھا، لیکن ۱۶ سال گزرنے کے بعد اس کا مصداق خود ہی اقوامِ عالم نے اپنی آنکھوں سے دیکھا کہ حملہ آور قوتوں نے اپنی ترقی یافتہ ٹیکنالوجی اور ہتھیاروں کے زور پر خون کی ہولی کھیلی، مگر اپنے آپ کو موت سے نہ بچا سکے، تمام تر جدید وسائل کے ہوتے ہوئے ان کے سینکڑوں اور ہزاروں فوجی بہادر مجاہدین کے ہاتھوں قتل اور زخمی ہوئے، اور نتیجتاً انہیں افغانستان سے پسپا ہونا پڑا۔ یہ وہ واضح حقائق ہیں کہ اب جدید و ترقی یافتہ اسلحہ اور وسائل سے لیس حملہ آور مغرور افواج خود ہی افغانستان میں اپنے ہزاروں سپاہیوں کی موت اور زخمی ہونے کا برملا اعتراف کر رہی ہیں۔

امیر المؤمنین ملا محمد عمر مجاہد رحمہ اللہ زیادہ بولنے سے تھوڑا عمل بہتر سمجھتے تھے، موصوف رحمہ اللہ کی زندگی تکلّفات سے بالکل پاک صاف تھی، بے تکلفی ان کی زندگی کی ہر جانب میں سموئی ہوئی تھی، ان کا لباس سادہ، ان کی خوراک سادہ، ان کی بات چیت سادہ اور تکلفات سے عاری، ان کا بے تکلفانہ اٹھنا بیٹھنا فطری تھا۔ تکلف، تکلف کرنے والے اور متکلفانہ اَطوار و عادات انہیں بالکل پسند نہ تھے۔

موصوف رحمہ اللہ ہر کام میں تدبّر، اخلاص اور قطعی فیصلے کو ترقی و کامیابی کا سبب بتاتے تھے، اور اپنے ساتھیوں میں انہیں وہ شخص بہت پسند آتا جو مدبّر، مخلص اور سنجیدہ ہوتا۔

اسی طرح موصوف رحمہ اللہ نے مشکلات، مصائب اور تکالیف برداشت کرنے کا خود کو عادی بنایا ہوا تھا، ہر قسم کے حادثے اور مشکل کے پیش آنے کے وقت ان کی وضعیت بالکل نہیں بدلتی، ان کے دل میں خوف اور بے حوصلگی کا کوئی اثر دکھائی نہیں دیتا تھا، خوشی و غمی اور کامیابی و ناکامی کے وقت ان کا خود پر کامل کنٹرول تھا، یہ چیزیں ان کے اطمینان میں کوئی فرق نہیں لاسکتی تھیں۔

علماء اور بزرگوں کا بہت احترام کرتے، صلابت، وقار، حیاء، ادب، مد مقابل کا احترام، ہمدردی، ترحم اور اخلاص ان کی فطری خصلتیں تھیں۔ عزمِ مصمم اور تمام کاموں میں اللہ وحدہ لاشریک پر کامل توکل اور تمام مقدرات پر ان کا غیر متزلزل یقین ان کا خصوصی امتیاز تھا۔

یہی وجہ تھی کہ ملا محمد عمر مجاہد رحمہ اللہ کی اپنے ہمسفر مجاہدین کے دلوں میں وہ محبوبیت تھی جس کا تعلق نہ تو ظاہری منصب کے ساتھ تھا اور نہ ہی مادی وسائل کے ساتھ۔ ان کی سربراہی میں امریکی قبضے سے افغانستان کی آزادی کے لئے جاری جہاد کے دوران عام مجاہد ان کو دیکھے بغیر ان کے زبانی اور تحریری اوامر کا ایسا احترام تھا کہ ان کی تعمیل میں اپنے سروں کی قربانی سے دریغ نہیں کرتے تھے۔

عالم اسلام کے معاملات اور قضایا کے ساتھ ان کا اہتمام:

ملا محمد عمر مجاہد رحمہ اللہ طالبان کی اسلامی تحریک کے مؤسس اور مسلمانوں کے ایک لیڈر کی حیثیت سے اسلامی امت کے قضایا کے بارے میں خاص اہتمام کرتے تھے، مسلمانوں کے قبلۂ اول مسجد اقصیٰ اور فلسطینی مسلمانوں کے برحق مدعیٰ اور دنیا کے شرق و غرب میں ان جیسے دیگر قضایا میں وہ ہمیشہ دفاع کرتے، اور غاصب صہیونیوں کے قبضہ سے مسجد اقصیٰ کی آزادی ہر مسلمان کی شرعی مسئولیت سمجھتے تھے۔

ملا محمد عمر مجاہد رحمہ اللہ اسلامی امت کا ہمدرد راہنما تھے، انہوں نے مسلمان بھائیوں کے ساتھ اخوت، ہمدردی، ایثار و قربانی فقط آواز کی حد تک نہیں بلکہ عملی طور پر ثبوت دیا۔

موصوف کی اعتقادی اور فکری نسبت:

ملا محمد عمر مجاہد رحمہ اللہ اعتقادی اور فکری لحاظ سے اہل السنۃ والجماعۃ کے منہج کا پیروکار اور حنفی مذہب کے مقلد تھے۔

ملا محمد عمر مجاہد رحمہ اللہ خرافات و بدعات کے سخت مخالف تھے، انہیں مسلمانوں کے مابین مذہبی، فکری اور تنظیمی اختلافات بالکل پسند نہ تھے، مجاہدین اور تمام مسلمانوں کو باہمی اسلامی اور فکری وحدت کو تھامنے کی وصیت کرتے، وہ مسلمانوں کے باہمی وحدت و اتحاد کو وقت کی اہم ضرورت سمجھتے تھے، قرآن و سنت کی روشنی میں سلفِ صالحین اور ائمہ مجتہدین کے نقشِ قدم پر چلنے کو اسلامی امت کی نجات کا بنیادی ذریعہ سمجھتے تھے۔

موصوف رحمہ اللہ کی زندگی:

ملا محمد عمر مجاہد رحمہ اللہ (جن کی زندگی کا اکثر حصہ دینی علوم کے سیکھنے، مطالعہ کرنے، جہاد کرنے، دعوت دینے اور اسلام کی خدمت میں گزرا) افغانستان کے معاصر مقتدر طبقے میں سب سے مال و اسباب اور بیت المال سے بہت کم استفادہ کرنے والا قرار دیا جاسکتا ہے، کیونکہ موصوف رحمہ اللہ نے سابقہ جہاد میں اپنے اثر و نفوذ سے استفادہ کرتے ہوئے اپنی زندگی کا معیار بلند کرنے کی کوشش کی اور نہ ہی افغانستان پر سات سالہ حکمرانی کے دوران ایسا کچھ کیا۔

ملا محمد عمر مجاہد رحمہ اللہ وفات تک معمولی رہائشی مکان کے بھی مالک نہ تھے، اور نہ ہی دیگر مسلمان حکمرانوں کی طرح باہر ممالک کے بینکوں میں نقد روپے پیسے جمع کر رکھے تھے۔

۱۳۷۸ھ ش (بمطابق: ۱۹۹۹ء) کو اقوام متحدہ کی سلامتی کونسل کی طرف سے افغانستان پر ظالمانہ اقتصادی پابندیاں لگادی گئیں، اور باہر ممالک

کے بینکوں میں طالبان راہنماؤں کے اثاثہ جات منجمد کرنے کا حکم ہوا، ملا محمد عمر مجاہد رحمہ اللہ اسلامی امارت افغانستان کے امیر ہونے کی وجہ سے سب سے بلند حیثیت تھے مگر نہ ہی ان کا افغانستان کے کسی داخلی بینک اور نہ خارجی بینک میں کوئی اثاثہ تھا۔

امارت کی حکومت کے وقت موصوف کی جائے رہائش پر دشمنوں کی طرف سے قاتلانہ حملے ہوئے جن میں ان کے خاندان کے قریبی افراد سمیت دیگر کئی افراد شہید ہوئے، اس کے بعد موصوف کی حفاظت کی خاطر اسلامی امارت نے گندہار شہر کے شمال مشرق میں باباصاحب پہاڑ کے کوتل علاقے (جہاں کوئی عوامی آبادی نہ تھی) میں موصوف کی رہائش اور اسلامی امارت کا صدر دفتر بنایا، جو ملکیت اور تصرف کے لحاظ سے عمومی بیت المال سمجھا جاتا تھا، ان کی ذاتی ملکیت نہیں۔

۱۳۷۵ھ ش (بمطابق: ۱۹۹۶ء) میں جب ملک کے ۱۵۰۰ علماء اور اصحابِ وجاہت (اہل الحل والعقد) کی طرف سے موصوف کو اسلامی امارت کے امیر (امیر المؤمنین) کا لقب دینے کے سبب خوشی کی بجائے اتنے روئے کہ ان کی چادر بھیگ گئی، اور اجتماع کے اختتام پر علماء کو اپنی تاریخی تقریر میں فرمایا:

"علمائے کرام! آپ اپنے شرعی علم کے باعث حضور رسول کریم ﷺ کے وارث ہیں، آپ نے آج جو بھاری ذمہ داری میرے کندھوں پر ڈال دی در حقیقت اس کی استقامت اور انحراف کی مسئولیت تمہاری گردن پر ہے"۔

"میرے گراں قدر اساتذہ اور قابلِ قدر علماء! اگر خدانخواستہ مجھ سے مسلمانوں کی اس بڑی امانت کی ادائیگی میں کوتاہی اور انحراف سرزد ہوتا ہے تو اس کی اصلاح آپ کی شرعی مسئولیت ہے، آپ اپنے شرعی علم کی روشنی میں راہِ حق پر چلنے کی راہنمائی کریں گے، اگر کہیں ہم میں اسلامی احکام کی تنفیذ کے حوالے سے کوئی کوتاہی یا انحراف پایا جائے اور آپ اسے دیکھنے کے باوجود کچھ نہ کہیں تو اس کا وبال تمہاری گردن پر ہوگا، روزِ حساب وکتاب میرے ہاتھ ہوں گے اور تمہارا گریبان۔

طبیعت و مزاج:

ملا محمد عمر مجاہد رحمہ اللہ اپنی خاموشی کے ساتھ ایک خاص قسم کی ظرافت اور خوش طبعی کے مالک تھے، موصوف خود کو کسی (چاہے وہ ہر اعتبار سے ان سے چھوٹا ہوتا) سے بڑا نہیں سمجھتے، وہ اپنے ساتھیوں کے ساتھ بہت پیار اور شفقت کا معاملہ کرتے، مدمقابل کے احترام کا بہت خیال رکھتے، مجالس میں ان کی زیادہ تر باتیں جہاد سے متعلق ہوتیں۔

امریکی حملے کے بعد:

امریکی حملے کے بعد مصائب و تکالیف، امن وامان کی خراب صورت حال اور دشمن کی طرف سخت تلاش کے باوجود ملا محمد عمر مجاہد رحمہ اللہ کے وظائف و مسئولیت اور اسلامی امارت کے زعیم کی حیثیت سے جہادی کاموں تنظیم و نگرانی میں کسی قسم کا تغیّر نہیں آیا۔

جس وقت موصوف افغانستان میں خفیہ رہ رہے تھے تو وہ دن کی ابتداء عبادتِ الٰہی اور تلاوتِ قرآن کریم سے کرتے، اور اکثر اوقات قرآن کریم کی تلاوت میں گزارتے، کچھ وقت جو ملتا اس میں مختلف تفاسیر اور احادیث کا مطالعہ کرتے، حملہ آور افواج کے خلاف جاری جہاد کی نگرانی انتہائی سنجیدگی کے ساتھ فرماتے، جہادی اور عسکری امور کی ترتیب کی غرض سے مخصوص طریقہ سے جہادی کمانڈروں کو اوامر اور توجیہات صادر فرماتے، جہادی نشریاتی منابع اور عالمی میڈیا پر نظر رکھتے ہوئے قابض افواج کے خلاف جہاد کی کامیابی اور دیگر موضوعات سے ان کے مدنظر ہوتے، انہی ذرائع سے ملک اور بیرونِ ملک واقعات سے خود کو باخبر رکھتے۔

وفات:

اپنی پوری زندگی جہاد، دعوت، اصلاح، فداکاری اور قربانی دیتے ہوئے گزارنے کے بعد یہ مردِ مجاہد اور امارتِ اسلامی کے مؤسس عالی قدر امیر المؤمنین ملا محمد عمر مجاہد رحمہ اللہ اس فانی دنیا سے حیاتِ ابدی کی جانب کوچ فرماگئے۔

وہ امیر المؤمنین جن کے اقتدار کے زمانے کا ہر لمحہ تاریخی کارناموں سے بھرا ہوا ہے، وہ امیر المؤمنین جن کی اسلامی امارت کے قیام کے وقت

افغانستان میں شریعت کے روشن احکام ایک بار پھر نافذ ہوئے۔
وہ امیر المؤمنین جن کی حکومت کے دوران افغانستان کا حکومتی نظام اسلامی خطوط پر استوار ہوا، اقتصادی نظام اسلام کی بنیادوں پر قائم ہوا، ان کی خارجی سیاست اور حکومت کے تمام امور کا مرجع قرآن و سنت اور اسلامی فقہ ٹھہرا۔
انہی امیر المؤمنین نے حملہ آور افواج کے قبضہ سے آزادی کے لئے جاری جہاد کی ۱۲سال تک سخت اور تکلیف دِہ حالات میں قیادت سنبھالے رکھی، جس سے پوری دنیا دھنگ رہ گئی۔
ان ہی کی جہادی قیادت کے دوران ترتیب شدہ عسکری پلانوں اور جنگی نزاکتوں نے فوجی اکیڈمیوں کے ماہرین کو انگشت بدنداں بنادیا، اور امریکہ و نیٹو کے انتہائی مغرور کمانڈروں نے ان کی عسکری برتری کے سامنے سر تسلیم خم کیا۔
قائدِ موصوف (رحمہ اللہ) نے عالمی صلیبی اتحاد کے مقابلے میں اپنی جہادی قیادت کی بھاگ دوڑ ملک کے پسماندہ گاؤں اور مٹی کے بنے گھروں سے سنبھالے رکھی۔
موصوف (رحمہ اللہ) نے اپنے اس بارہ سالہ جہادی دور میں نہ تو عصری الیکٹرونک وسائل سے محرومی کی کوئی پرواہ کی اور نہ ہی مصنوعی سیاروں کی عدم دستیابی کو خاطر میں لایا۔
وہ اپنے مخصوص طریقے کو استعمال میں لاتے ہوئے مجاہدین کے ساتھ رابطے میں رہے، مگر دشمن تمام تر وسائل کے باوجود ان کی رہائش گاہ تک نہ پہنچ سکا، اور نہ ہی دشمن کو وفات تک ان کے مجاہدین کے ساتھ قائم مسلسل رابطے کا کوئی سرا ہاتھ آیا۔
یہ سچ ہے کہ ملا محمد عمر مجاہد رحمہ اللہ نے اپنی جہادی قیادت کے دوران علاقائی تکنیک کو بروئے کار لاتے ہوئے مغربی دنیا کی اس ترقی یافتہ ٹیکنالوجی (جسے وہ کشف کے لئے انتہائی مؤثر سمجھتی تھی) کو شکست دی، مغربی دنیا اپنی تمام تر ترقی یافتہ ٹیکنالوجی کے باوجود ان کا ٹھکانہ معلوم نہ کر سکی، اور نہ ہی اپنے جدید ہتھیار کے بل بوتے پر موصوف رحمہ اللہ کے جہادی وار سے خود کو بچا سکی۔

یہ ایک واضح حقیقت ہے کہ ملا محمد عمر مجاہد رحمہ اللہ اکیسویں صدی کے وہ واحد زاہد حکمران تھے جنھوں نے اپنی حکومت اعلائے کلمۃ اللہ کے لئے قربان کی۔
انہی بہادر اور عظیم قائد نے قضائے الٰہی کو لبیک کہتے ہوئے ۱۳۹۲ھ ش ماہِ ثور کے چوتھے دِن اپنی روح مالک حقیقی کے سپرد کی، اور ہمیشہ کے لئے اس دارِ فانی سے رحلت فرما گئے۔
انا للہ وانا الیہ راجعون

آیئے! اس عظیم قائد سے متعلق عالَم اسلام کے علماء، مفکرین اور سیاسی ماہرین کے اُن تاثرات کو پڑھیں جن کا اظہار انہوں نے موصوف رحمہ اللہ کی وفات پر کیا۔

عالَم اسلام کے مجاہدین کے بڑے استاد علامہ ابو محمد المقدسی صاحب نے ان الفاظ میں ملا محمد عمر مجاہد رحمہ اللہ کو خراج عقیدت پیش کی:
اللہ تعالیٰ امام ملا عمر (مجاہد) پر رحم فرمائے، ان کے امثال موجودہ زمانے میں بہت ہی نادر ہیں، انہوں نے اللہ کی زمین پر اللہ کا نظام نافذ کیا، مہاجرین کو پناہ دی، ناصحین کی نصیحت کو قبول کیا، کفار کے خلاف اس وقت تک لڑے جب تک انہیں موت نہ آئی۔

سعودی عرب کے بڑے محدث وفقیہ علامہ شیخ علوان صاحب لکھتے ہیں:
تاریخ کی بہت ورق گردانی کے باوجود مجھے ملا محمد عمر (مجاہد رحمہ اللہ) کے علاوہ کوئی ایسا حاکم دکھائی نہیں دیا جس نے اپنی حکومت اللہ تعالیٰ کے دین پر قربان کی ہو، اللہ ان پر رحم فرمائے اور انہیں جنت الفردوس میں جگہ عطا فرمائے۔

مشہور صحافی عرفان صدیقی صاحب لکھتے ہیں:
جب وہ (ملا محمد عمر مجاہد رحمہ اللہ) اپنے اقتدار کے آخری شہر قندہار کے سقوط کے بعد افغانستان کے مغرور پہاڑوں کی طرف سرعت کے ساتھ چل رہے تھے تو ان کے ماتھے پر سوائے اللہ رب العالمین کے سامنے

سجدہ کے نشان کے علاوہ کسی اور کے سامنے سجدہ کا کوئی نشان نہ تھا۔

ڈاکٹر حاکم المطیری الکویتی لکھتے ہیں:

ملا محمد عمر مجاہد رحمہ اللہ کی وفات سے امت مسلمہ ایک عظیم لیڈر سے محروم ہوئی، ایسا لیڈر جس نے صلیبی حملہ آوروں کے اتحادیہ کے خلاف تاریخی مقابلہ کیا۔

اے امت مسلمہ کے لیڈر! آپ حقیقت میں اسلامی امت کا ایسا امام تھے کہ امت مسلمہ کے موجودہ اور آنے والی نسلیں، ان کی تمام جہادی و فکری تحریکیں اور دینی مدارس تیری اقتداء کریں گے۔

اے استاذِ کبیر! کیا سچ میں آپ ہمارے درمیان سے کوچ فرما گئے؟!

ڈاکٹر شامل لکھتے ہیں:

اے ماہرینِ لسانیات وادبیات! آیئے! دنیا کی تمام زبانوں کی ڈکشنریوں میں لکھئے، ان سب سے مردانگی کا لفظ مٹا کر اس کی جگہ فقط ملا عمر کا نام لکھئے۔

ابو حمزہ الدرعاوی لکھتے ہیں:

یہ شرعی مسئلہ ہے کہ جو دشمن کے مقابلہ میں محاذ جنگ میں رباط کی حالت میں وفات پائے وہ شہید ہے۔ اللہ تعالیٰ شہید ملا عمر (مجاہد) کی شہادت قبول فرمائے اور جنت الفردوس میں انہیں اعلیٰ مقام عطا فرمائے۔ (آمین)

ابو عزام الانصاری لکھتے ہیں:

(ملا محمد عمر مجاہد رحمہ اللہ) بڑے عالَم میں بڑے آدمی تھے، امیر پا پیادہ ہوئے (وفات ہوئے) مگر ان کا قافلہ بہ روئے منزل رواں دواں ہے۔

امیر المؤمنین کی وفات کی خبر کو عالمی ذرائع ابلاغ پر سب سے زیادہ کوریج دی گئی۔ عالم اسلام کے بہت سے مشہور علمی اور جہادی شخصیات نے امارت اسلامیہ کی قیادت کے نام غمخواری اور ہمدردی کے پیغامات بھیجے اور امارت اسلامیہ کی رہبری شوریٰ نے امیر المؤمنین کی وفات کی مناسبت سے افغان مجاہد قوم اور عالم اسلام کی تسلی کے لئے درج ذیل اعلامیہ جاری کیا:

عالی قدر امیر المؤمنین ملا محمد عمر مجاہد رحمہ اللہ کے اعلانِ وفات سے متعلق اسلامی امارت کی رہبری شوریٰ اور مرحوم کے گھرانے کی طرف سے اعلامیہ

بسم اللّٰہ الرحمن الرحیم

إن الحمد للّٰه، نحمده ونستعينه ونستغفره ونتوب إليه، ونعوذ باللّٰه من شرور أنفسنا ومن سيئات أعمالنا، من يهده اللّٰه فلا مضل له، ومن يضلل فلا هادي له، ونشهد أن لا إله إلا اللّٰه وحده لا شريك له، ونشهد أن محمدًا عبده ورسوله، وصلى اللّٰه عليه وعلى آله وأصحابه وسلم تسليمًا كثيرًا. أما بعد: فقد قال اللّٰه تبارك وتعالى: [وَمَا كَانَ لِنَفْسٍ اَنْ تَمُوْتَ اِلَّا بِاِذْنِ اللّٰهِ كِتٰبًا مُّؤَجَّلًا ط وَمَنْ يُّرِدْ ثَوَابَ الدُّنْيَا نُؤْتِهٖ مِنْهَا ج وَمَنْ يُّرِدْ ثَوَابَ الْاٰخِرَةِ نُؤْتِهٖ مِنْهَا ط وَسَنَجْزِى الشّٰكِرِيْنَ ١٤٥ وَكَاَيِّنْ مِّنْ نَّبِيٍّ قٰتَلَ مَعَهٗ رِبِّيُّوْنَ كَثِيْرٌ ج فَمَا وَهَنُوْا لِمَآ اَصَابَهُمْ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ وَمَا ضَعُفُوْا وَمَا اسْتَكَانُوْا ط وَاللّٰهُ يُحِبُّ الصّٰبِرِيْنَ ١٤٦ وَمَا كَانَ قَوْلَهُمْ اِلَّآ اَنْ قَالُوْا رَبَّنَا اغْفِرْ لَنَا ذُنُوْبَنَا وَاِسْرَافَنَا فِيْٓ اَمْرِنَا وَثَبِّتْ اَقْدَامَنَا وَانْصُرْنَا عَلَى الْقَوْمِ الْكٰفِرِيْنَ ١٤٧] (آل عمران: ١٤٥-١٤٧)

ترجمہ: اور کوئی مر نہیں سکتا بغیر حکم اللہ کے، لکھا ہوا ہے ایک وقت مقرر، اور جو کوئی چاہے گا بدلہ دنیا کا دیویں گے ہم اس کو دنیا ہی سے، اور جو کوئی چاہے گا بدلہ آخرت کا اس میں دیویں گے ہم اس کو، اور ہم ثواب دیں گے احسان ماننے والوں کو، اور بہت نبی ہیں جن کے ساتھ ہو کر لڑے ہیں بہت خدا کے طالب، پھر نہ ہارے ہیں کچھ تکلیف پہنچنے سے اللہ

کی راہ میں، اور نہ سست ہوئے ہیں اور نہ دب گئے ہیں، اور اللہ محبت کرتا ہے ثابت قدم رہنے والوں سے، اور کچھ نہیں بولے مگر یہی کہا کہ اے ہمارے رب! بخش ہمارے گناہ اور جو ہم سے زیادتی ہوئی، ہمارے کام میں اور ثابت رکھ قدم ہمارے اور مدد دے ہم کو قوم کفار پر۔ (ترجمہ از شیخ الہند رحمہ اللہ)

موت حق ہے، ہمارا اس پر ایمان ہے کہ اللہ تعالیٰ کے سوا ہر موجود کے لئے موت نے آنا ہے، حتیٰ کہ اللہ تعالیٰ کے مخلوق میں سب محبوب، دونوں جہانوں کے سردار حضرت رسول اکرم محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو بھی موت آئی اور دنیا سے رحلت فرما گئے۔

اسی حقیقت کو سامنے رکھ کر افغانستان کی اسلامی امارت کے مشرتابہ (قیادت) اور ملا محمد عمر مجاہد رحمہ اللہ کا گھرانہ یہ اعلان پر ملال کرتے ہیں کہ اسلامی امارت کے مؤسس امیر المؤمنین ملا محمد عمر مجاہد نے علالت کے باعث اپنی روح مالک الارواح کے سپرد کی اور اس فانی دنیا سے رحلت فرما گئے ہیں۔ انا للہ وانا الیہ راجعون، رحمہ اللہ تعالیٰ رحمۃً واسعۃً۔ ملا محمد عمر مجاہد رحمۃ اللہ علیہ امتِ مسلمہ کا عظیم اور مخلص رہبر تھے، جنہوں سخت حالات میں اسلامی حاکمیت کے گرتے جھنڈے کو تھام کر لہرایا اور "اسلامی امارت" کے نام سے اسلامی اصولوں پر قائم ایک منظم شرعی نظام کی بنیاد رکھی۔ اللہ تعالیٰ نے ان کے توسط سے نہ صرف یہ کہ افغانستان کی سطح پر مسلمانوں کو اسلامی نظام کی نعمت دکھائی بلکہ پوری دنیا کو حقیقی اسلامی حاکمیت کا نمونہ پیش کیا۔

یہ چند سطریں موصوف کے عظیم کارناموں کا احاطہ نہیں کر سکتی، اس لئے اصل بات کی طرف آتے ہیں کہ عالی قدر امیر المؤمنین رحمہ اللہ اس دنیا سے انتقال فرما گئے ہیں، ان حالات میں ہماری ذمہ داری یہ ہے کہ موصوف نے جو امانت ہمیں سپرد کی ہے ہم اس کی ویسی حفاظت و آبیاری کریں جیسے مرحوم نے کی تھی، انہی کی طرح اسلامی شریعت کا التزام کریں، انہی کی طرح مخلص اور اللہ تعالیٰ پر توکل کریں، انہی کی طرح قربانی کے لئے حاضر باش رہیں، راہِ حق میں مؤمن، متعہد، متوکل، صابر، ثابت قدم اور خوفِ خدا کے حامل رہیں، تاکہ اللہ تعالیٰ ہمیں بھی اس بھاری بوجھ کو اٹھانے اور اسے منزلِ مقصود تک پہنچانے کی توفیق عطا فرمائے، اور تاکہ اللہ تعالیٰ ہمیں دنیا و آخرت میں سربلند اور فاتح بنائے۔

مرحوم ملا محمد عمر مجاہد امریکہ کی سربراہی میں عالمی کفری حملے کے تمام تر پریشر اور تعقیب کے باوجود افغانستان میں رہ رہے تھے، اور گزشتہ ۱۴ سال میں ایک دن کے لئے بھی افغانستان سے باہر (پاکستان یا کسی اور ملک) نہیں گئے، اور اپنی جائے رہائش سے اسلامی امارت کے امور کی رہبری کرتے رہے، موصوف کے اس عظیم استقامت اور ملک سے باہر نہ نکلنے پر واضح شواہد اور دلائل موجود ہیں، کافی عرصہ سے موصوف علیل تھے، کچھ عرصہ سے ان کی بیماری بڑھ گئی، اور اسی سبب جاں بحق ہوئے۔

عالی قدر امیر المؤمنین ملا محمد عمر مجاہد رحمہ اللہ اگرچہ جسمانی طور پر تو ایک شخص تھے مگر معنوی لحاظ سے ایک پوری تحریک تھے، ایک نظریہ تھے اور ایک مقدس آرزو کے حامل تھے۔ اگر کوئی ان کی روح کو خوشی دینا چاہے اور ان سے وفا کرنا چاہے تو اسے چاہئے کہ موصوف کے میراث (اسلامی امارت) کے ساتھ وفا کا مظاہرہ کرے، اسلامی نظام کے دوبارہ قیام کے لئے موجودہ حالات میں ایک مسلمان کے ناطے ہماری فرداً فرداً ذمہ داری بنتی ہے کہ اسلامی امارت کی قوت، وحدت، توسیع اور فتح کے لئے تمام تر کوششیں بروئے کار لائیں، اس مشترکہ گھر کی بنیادوں کو مزید پختہ بنائیں، کیونکہ ہمارے مسلمان عوام اور مجاہد طبقے کی عزت اور سربلندی کی ضمانت صرف اس صف کو تقویت دینے سے ممکن ہے۔

مرحوم امیر المؤمنین ملا محمد عمر مجاہد رحمہ اللہ نے اسلامی امارت کو ایک عظیم تحریک کی حیثیت سے ایسا منظم کیا ہے کہ جس کی پشت پر قائم مضبوط

ومحکم بنیادیں ہیں، جس کی قیادت کے لئے انہوں نے مخلص اور مدبّر ساتھیوں کو منتخب کیا، اور منظم تشکیلات کی ہیں۔ لہذا مجاہدین اور تمام مسلمان مطمئن رہیں کہ اس کارواں کو اسلامی امارت کے تمام مسئولین اور تمام افراد اللہ تعالیٰ کی مدد و نصرت اور مسلمانوں کی پشت پناہی سے عالی قدر امیر المؤمنین ملا محمد عمر مجاہد رحمہ اللہ کی آرزو کو منزلِ مقصود تک لے جائیں گے۔ ان شاء اللہ تعالیٰ، وَمَا ذٰلِکَ عَلَی اللّٰہِ بِعَزِیْزٍ۔

اسلامی امارت کے مشر تابہ (قیادت) رہبری شوریٰ اور عالی قدر امیر المؤمنین رحمہ اللہ کے گھرانے کے فیصلے کے مطابق آج (یعنی ۱۴۳۶ھ ق سال کے ماہِ شوال کی چودہ تاریخ) سے تین دن تک تمام علاقوں میں علمائے کرام، ائمہ مساجد، قومی و جہادی شخصیات، اسلامی امارت کے مسئولین، مجاہدین اور عوام کی طرف سے مرحوم امیر المؤمنین ملا محمد عمر مجاہد رحمہ اللہ کی روح کو دعاء دینے کی خاطر ختمِ قرآن، فاتحہ اور دعاؤں کے مراسم ہوں گے۔ اور اللہ تعالیٰ سے مرحوم امیر المؤمنین کی مغفرت، اسلامی امارت کے استحکام اور فتحیابی کی دعائیں کی جائیں گی۔

اختتام پر یہ یاد دہانی کرنا چاہیں گے کہ مرحوم امیر المؤمنین ملا محمد عمر مجاہد رحمہ اللہ کے بھائی ملا عبد المنان اخند صاحب اور ملا محمد عمر مجاہد رحمہ اللہ کے بڑے بیٹے مولوی محمد یعقوب صاحب تمام مسلمانوں سے خصوصی درخواست کرتے ہیں کہ مرحوم ملا محمد عمر مجاہد کی سربراہی میں قائم اسلامی امارت کی حکومت کے دوران جن کی حقوق تلفی ہوئی ہو وہ انہیں معاف کریں، اور مرحوم کو اپنی دعاؤں میں ہمیشہ یاد رکھیں، ہم اس بڑی مصیبت اور غم میں تمام امت مسلمہ اور بالخصوص افغانستان کے مجاہد عوام کو اپنے شریک سمجھتے ہیں، اور سب لوگوں کے لئے اللہ تعالیٰ سے تسلی اور صبرِ جمیل کے طالب ہیں۔ والسلام۔

رہبری شوریٰ اسلامی امارت افغانستان

اور عالی قدر مرحوم ملا محمد عمر مجاہد کا گھرانہ

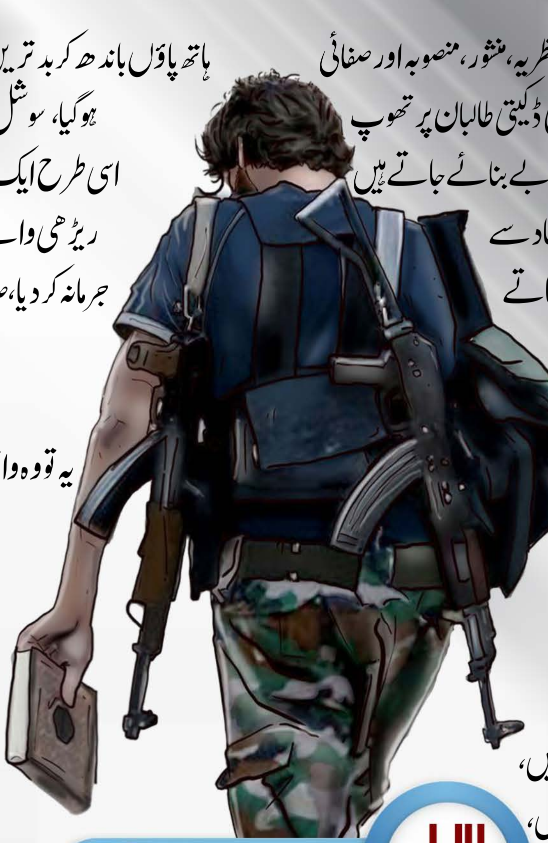
۱۴/شوال/۱۴۳۶ھ ق

۸/اسد/ ۱۳۹۴ھ ش

۳۰/جولائی/۲۰۱۵ء

مسئلہ یہ ہے کہ طالبان کو عوام کے سامنے ان کا نظریہ، منشور، منصوبہ اور صفائی دینے کا موقع نہیں دیا جاتا، الٹا ہر برائی، ہر چوری ڈکیتی طالبان پر تھوپ کر ان کو عوام کی نظر میں بد ظن کرنے کے منصوبے بنائے جاتے ہیں، مظلوم عوام کے حقوق اور پاکستانی عوام کے مفاد سے متعلق طالبان کے اعلامیے سنسر شپ کی نظر ہو جاتے ہیں، طالبان کا پیغام نشر کرنے والے سوشل میڈیا اکاونٹس کو بلاک کر دیا جاتا ہے اور اس کمزوری کا فائدہ اٹھا کر طالبان کے خلاف مکمل پروپیگنڈا کیا جاتا ہے۔

سوال یہ ہے کہ اگر طالبان برے ہیں تو اچھا کون ہے؟



طالبان

برے ہیں تو اچھا کون ہے؟

انجینئر سعد فرقان

جرنیل...؟

جو ساری ملازمت عیش و عشرت میں گزارتے ہیں، سرکاری خزانے کا بے دریغ استعمال کرتے ہیں، کوئی ان سے پوچھنے والا نہیں ہوتا، کسی قانون کی پاسداری نہیں کرتے، اور ریٹائرمنٹ کے بعد امریکہ، یورپ یا کسی عرب ملک میں پاکستان سے لوٹی گئی دولت لے جا کر پر تعیش زندگی گزارتے ہیں؟

ہاتھ پاؤں باندھ کر بد ترین تشدد کا نشانہ بنایا، جو زخموں کی تاب نالا کر جاں بحق ہو گیا، سوشل میڈیا پر اس کی دردناک تصاویر بھی وائرل ہوئیں۔ اسی طرح ایک اور خبر پڑھی کہ اسلام آباد انتظامیہ نے ایک غریب ریڑھی والے پر قبضے کا مقدمہ درج کر کے تین ماہ قید اور پانچ لاکھ جرمانہ کر دیا، صرف اس وجہ سے کہ وہ فیصل مسجد کے احاطے میں ریڑھی لگاتا تھا۔

یہ تو وہ واقعات ہیں جو میڈیا پر وائرل ہو جاتے ہیں ورنہ پولیس اور انتظامیہ کے مظالم کے ہزاروں واقعات ہیں جو رپورٹ ہی نہیں ہوتے، لوگ مجبور ہو کر خاموشی اختیار کر جاتے ہیں۔

اس کے علاوہ حکومتی بے حسی اور عیاشی بھی اپنے عروج کو پہنچ چکی ہے، ایک طرف بجلی کی قیمت بڑھادی ہے، جبکہ دوسری طرف پنجاب بھر کے دو سو سے زائد اسسٹنٹ کمشنرز، ڈپٹی کمشنرز اور کمشنرز کے لئے نئی گاڑیوں کی منظوری دے دی گئی ہے۔

ایک طرف عوام کو زخم دیئے جا رہے ہیں، جبکہ دوسری طرف ان کے زخموں پر نمک چھڑکایا جا رہا ہے۔

سیاست دان...؟

جن کی جائیدادیں ملک سے باہر ہیں، جو صرف حکومت کرنے پاکستان آتے ہیں، جن کا مفاد ہمیشہ ذاتی رہا ہے، جو پاکستان کا پیسہ لوٹ کر بیرون ملک تجارت اور جائیدادبڑھاتے ہیں، وڈیروں اور جاگیرداروں کی شکل میں ملکی وسائل پر قابض ہیں۔

سول بیوروکریٹس...؟

جن کے (ایک رپورٹ کے مطابق) پچاس فیصد سے زائد دہری شہریت رکھتے ہیں۔ جس کا واضح مطلب یہی ہے کہ وہ دوسرے ممالک کے بھی وفادار ہیں، جو باہر خفیہ طور پر کاروبار اور تجارتی سرگرمیاں چلاتے ہیں اور سروس کے ساتھ ساتھ اپنا اور اپنے بچوں کو بیرون ملک تعلیم دلوا کر انہیں پاکستان میں حکمرانی کروانے کے لئے تیار کرتے ہیں۔ انہی کے بچے اے سی اور ڈی سی لگتے ہیں اور عام پاکستانی ڈگریاں اٹھائے نوکری کی تلاش میں مارا مارا پھرتا ہے۔

پولیس...؟

جن کے عوام پر مظالم کسی سے پوشیدہ نہیں ہیں، آج ہی (روزِ کتابت) دو خبریں میڈیا پر سنیں کہ سندھ پولیس نے باجوڑ ایجنسی کے رہائشی ایک شخص کو

پاکستانی طالبان عرصے سے کہہ رہے ہیں کہ یہ لوگ ہی اصل ظالم، جاہل اور دہشت گرد ہیں۔

جب سے پاکستان بنا ہے، یہی چند ادارے اور چند خاندان ہی ملک کے سیاہ و سفید کے مالک بنے ہوئے ہیں، ملک کو قرضوں کی دلدل میں انہوں نے دھنسایا، غربت، بے روزگاری، کرپشن اور لاقانونیت یہ لے کر آئے، لیکن کارکردگی کی بات پوچھی جائے تو گھما پھرا کر بات طالبان کی طرف لے آتے ہیں۔

سوال یہ ہے کہ اگر تحریک طالبان والے برے ہیں تو پھر اچھا کون ہے؟ اور اگر یہ لوگ (جن کا تذکرہ ہوا) اچھے ہیں تو آپ ہی بتائیں کہ ۔۔۔۔ اور اگر یہی برے ہیں تو آنکھوں پر پٹی باندھ کر مجاہدین کو برے ہونے کا طعنہ دینا کہاں کا انصاف ہوا؟ لہٰذا، ان کی سنیں اور فیصلہ کریں کہ اچھا کون ہے اور برا کون؟





آئی ایم ایف معاہدہ، نقصان پر خوشی کے شادیانے

الیاس یوسفزئی

پاکستانی حکمرانوں کی کج فہمی کی انتہاء بھی ملاحظہ فرمائیں کہ عالمی مالیاتی ادارے (IMF) کے ساتھ اسٹاف لیول معاہدے کے خوشخبری سناتے ہوئے خوشی کے شادیانے بجا رہے ہیں، ایک دوسرے کو مبارکباد دے رہے ہیں اور قرض ملنے کی امید پر فخر کر رہے ہیں کہ اس قرض سے ہم اپنا پرانا قرضہ اتاریں گے، لیکن یہ نہیں سوچتے کہ آخر یہ قرض بھی سود سمیت واپس کرنا ہوگا، وہ کون واپس کرے گا؟ یہ اتنے جاہل ہیں جو اپنی آنے والی نسلوں کو قرض کی غلامی کی زنجیروں میں جکڑ کر خوشی اور فخر محسوس کر رہے ہیں۔

ڈیزل کی قیمتوں میں اضافہ کر کے باقاعدہ طور جشن بھی منایا گیا اور اب آنے والے دنوں میں بجلی بھی مزید مہنگی ہو جائیگی، جس سے کھانے پینے کی اشیاء مزید مہنگائی کی لپیٹ میں آئیں گی ہی لیکن غریب عوام کا جینا اور مشکل ہو جائے گا۔ پہلے ہی لوگوں کے مالی حالات اتنے خراب ہیں کہ زندگی پر موت کو ترجیح دی جارہی ہے۔

اسلامی تعلیمات کی رُو سے جائزہ لیا جائے تو مالیاتی پالیسی کا اہم مقصد معاشرے کی فلاح و سکون اور امن و امان کی صورتحال کو بحال کرنا ہوتا ہے، جس معاشرے میں انسان کو ہر وقت اپنی جان اور مال کی فکر اور اس کے بارے میں خطرہ لگا رہتا ہو، اور عزت و آبرو کے بارے میں اندیشوں سے دوچار ہو تو ایسا معاشرہ زوال پذیر ہونے لگتا ہے اور معاشی ترقی کا عمل رک جاتا ہے۔ معاشی لحاظ سے امن و امان کی اہمیت کا اندازہ حضرت ابراہیم علیہ السلام کی دُعا سے بھی ہوتا ہے:

[رَبِّ اجْعَلْ هٰذَا بَلَدًا اٰمِنًا وَّ ارْزُقْ اَهْلَهٗ مِنَ الثَّمَرٰتِ مَنْ اٰمَنَ مِنْهُمْ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْاٰخِرِ]

ترجمہ: اے پروردگار تو اس جگہ کو ایک امن والا شہر بنا اور یہاں کے باشندوں کو جو اللہ تعالیٰ پر اور قیامت کے دن پر ایمان رکھتے ہوں، پھلوں کی روزیاں دے۔

گویا حضرت ابراہیم علیہ السلام نے معاشی فوائد سے پہلے امن و امان کی دعا فرمائی، کیونکہ کسی بھی ملک کے امن و امان کے بغیر معاشی فوائد سے باشندے مستفید نہیں ہو سکتے۔ اللہ تعالیٰ کے احکام کی خلاف ورزی کرنے اور شرعی قوانین کے عدم نفاذ کی وجہ سے ملک امن و امان کی بدترین صورتحال اور معاشی تنزل کا شکار ہے۔ ہمارے ملک کے حکمران معاشی نظام کو استحکام دینے کی بجائے کرپشن اور بدعنوانی میں فوجی آمریت کے ساتھ ملی ہوئے ہیں، جبکہ پاکستان ایک گہرے معاشی بحران میں ڈوبا ہوا ہے۔

سوئٹزرلینڈ میں رجسٹرڈ انویسٹمنٹ بینکنگ فرم کریڈٹ سوئس سے لیک ہونے والے ڈیٹا میں ۱۴۰۰ پاکستانی شہریوں کے ۶۰۰ اکاؤنٹس کے بارے میں معلومات سامنے آئی ہیں۔ اکاؤنٹ ہولڈرز میں کئی اہم سیاستدان اور جرنیل شامل تھے۔ پاکستان میں جہاں بھتہ خوری اور کرپشن عروج پر ہے، فوج مافیا کا کردار ادا کرتی نظر آرہی ہے۔ منتخب حکومتوں کا تختہ الٹنے، کٹھ پتلی حکومتوں کو قائم کرنے اور اپنے جرنیلوں کی شاہانہ طرز زندگی کو فنڈ دینے کے لیے ملکی وسائل کو لوٹنے کے مشکوک ریکارڈ کے ساتھ، پاکستانی فوج اپنے کام کاج میں منفرد ہے۔

پاکستان کی آئی ایم ایف پروگراموں میں شمولیت کے بارے میں عالمی ادارے کی ویب سائٹ پر موجود تفصیلات کے مطابق پاکستان کے آئی ایم ایف کے ساتھ ابھی تک ۲۲ پروگرام ہوئے اور پہلا پروگرام دسمبر ۱۹۵۸ء میں طے پایا تھا جس کے تحت پاکستان کو ڈھائی کروڑ ڈالر دینے کا معاہدہ طے پایا۔ اس کے بعد آئی ایم ایف پروگراموں کا سلسلہ بڑھتا چلا گیا اور یہ سودی سلسلہ اب تک چلتا آیا اور آگے بھی ایسا چلتا رہے گا۔

سیاستدان اور جرنیل غریب عوام (جو آج دو وقت کی روٹی حاصل کرنے میں دشواریوں کا سامنا کرتے ہیں) کا پیسہ سمندری راستوں اور ہوائی جہازوں میں بھر بھر کر پاکستان سے باہر لے جاتے رہے ہیں۔

پاکستانی بھائیوں سے التماس ہے کہ خدارا، خواب غفلت سے بیدار ہو جائیں۔ اپنی اصلاح کریں اور اس فالج زدہ نظام کو، ان فسادی سیاستدانوں اور جرنیلوں سمیت جڑ سے اکھاڑ پھینکیں۔ وطن عزیز میں شریعت اسلامیہ کا نفاذ کیا جائے تاکہ اسلامی بنیادوں پر قائم ملت اسلامیہ اسلامی نظام معیشت کی برکات سے مستفید ہو سکے۔



اسلامیہ یونیورسٹی بہاولپور اور پنجاب یونیورسٹی کا 2001ء کا ایک واقعہ

مولانا خالد قریشی

صحافی پروفیسر حسن شبیر صاحب نے اپنے ٹوئٹر اکاؤنٹ پر ایک خاتون کی المناک کہانی لکھی ہے۔ (معمولی ترمیم کے ساتھ ملاحظہ کریں)

"وجیہا عروج ۲۰۰۱ء میں پنجاب یونیورسٹی ایم اے انگلش کی طالبہ، جسے فائنل رزلٹ میں یونیورسٹی نے فیل قرار دیا کہ وہ ایک پیپر میں غیر حاضر تھی۔ یہ بات وجیہا عروج کے لیے باعث حیرت ہونے کے ساتھ ساتھ انتہائی پریشان کُن بھی تھی، کیونکہ وہ تمام پیپرز میں حاضر رہی تھی اور تمام پیپرز اچھے طریقے سے حل کیے تھے۔ اسے لگا شاید یونیورسٹی سے غلطی ہو گئی ہے، وہ اپنے والد کے ساتھ شعبہ امتحان پہنچی اور اپنا کیس متعلقہ افسر کے سامنے رکھا، تو بجائے تحقیق کرنے یا ریلیف دینے کے اس نے وجیہا کے والد کو مخاطب کرتے ہوئے کہا کہ آپ کو کیا پتہ آپ کی بیٹی امتحان کے بہانے کہاں جاتی تھی؟ یہ جملہ وجیہا اور اس کے والد کے سر پر بم بن کر گرا، اور وہ جیسے سُن ہو کر رہ گئے۔ یونیورسٹی نے غلطی ماننے اور ڈگری جاری کرنے سے انکار کر دیا۔ بات آفس میں سب کے سامنے ہوئی تھی، آناً فاناً یونیورسٹی میں پھیل گئی اور ہر آنکھ وجیہا کو خطا کار اور یونیورسٹی کو حق بجانب سمجھنے لگی۔ وجیہا کی زندگی جیسے کسی چور کی زندگی جیسی ہو گئی۔ کچھ نہ کرتے ہوئے وہ اپنے ہی گھر والوں اور معاشرے کی نظر میں مشکوک اور گنہگار ٹھہری۔ اس نے عدالت سے رجوع کرنے کا فیصلہ کیا اور یونیورسٹی کے خلاف کیس کر دیا۔ دو سے تین پیشیوں کا کیس تھا کہ عدالت اس پیپر میں حاضر اسٹوڈنٹس کی حاضری شیٹ اور تقسیم کیے گئے اور واپس جمع کرائے گئے پیپرز کا ریکارڈ منگوا کر فیصلہ کر دیتی، لیکن کیس شیطان کی آنت کی طرح لمبا ہوتا گیا۔ پیشیوں پر پیشیاں پڑتی رہیں۔ وجیہہ کی شادی ہو گئی اور وہ کینیڈا شفٹ ہو گئی، دو بچے ہو گئے کیس چلتا رہا۔

بالآخر ۱۷ سال بعد ۲۰۱۷ء میں لاہور ہائیکورٹ نے پنجاب یونیورسٹی کو قصوروار قرار دیتے ہوئے اسے (وجیہا عروج) کو ڈگری جاری کرنے اور آٹھ لاکھ روپے ہرجانہ ادا کرنے کا حکم صادر کر دیا۔ بی بی سی کو انٹرویو میں وجیہا نے دکھ کا اظہار کرتے ہوئے کہا کہ آج وہ ڈگری میرے کسی کام کی نہیں۔ سترہ سال پہلے وہ ماسٹرز کے بعد پی ایچ ڈی کرنا چاہتی تھی۔ اپنی زندگی اپنے حساب سے جینا چاہتی تھی، اس کے سارے پلان اور خواب چکنا چور ہو گئے۔ آٹھ لاکھ سے کئی گنا تو وہ ان سترہ سالوں میں اس کیس پر خرچ کر چکی کہ یونیورسٹی نے اس پر جو تہمت لگائی تھی اسے غلط ثابت کر کے سرخرو ہو سکے۔ وہ سترہ سالوں تک روز اس ایک جملے کے ہاتھوں

قتل ہوتی رہی ہے۔

اسے انصاف نہیں کہا جاسکتا، ہم اپنی آنے والی نسلوں کو خود اپنے ہی ہاتھوں تباہ کر رہے ہیں اور انہیں سکھا رہے ہیں کہ جھوٹ، کرپشن، ڈاکہ، چوری، قتل، غنڈہ گردی اور ہر گناہ پاکستان کی عدالتوں میں معاف ہوسکتا ہے۔ لیکن انصاف اور سچ کبھی نہیں جیت سکتا۔

یہ کہنے کی تو شاید ضرورت ہی نہ ہو کہ پاکستان کی عدالتیں عدالتیں نہیں ضلالتیں اور ذلالتیں ہیں، جہاں انصاف کی تمنا کرنا کسی نر سے اولاد کی تمنا کے مترادف ہوگا۔ لیکن یہاں حال ہی میں بہاولپور کی اسلامیہ یونیورسٹی کے سیکیورٹی چیف (ریٹائرڈ فوجی میجر) اعجاز شاہ والے واقعے کی طرف توجہ مبذول کرانا مقصود ہے۔ میرا ماننا ہے کہ وجیہا نے اپنی عزت محفوظ رکھنے کو پاس ہونے پر ترجیح دی ہوگی، جس کے نتیجے میں اس کے ساتھ یہ بھیانک کھیل کھیلا گیا۔

یہ کہانی صرف بہاولپور کی نہیں، بلکہ ملک کی تقریباً ہر یونیورسٹی کی ہے، جہاں اساتذہ سمیت مختلف ذمہ داران لڑکیوں کی عزتوں کے ساتھ کھیل کر انہیں پاس کرتے ہیں۔ تقریباً تین سال قبل بلوچستان یونیورسٹی، بنوں اسلامک انٹرنیشنل یونیورسٹی اور کراچی یونیورسٹی کے ویڈیو سکینڈلز اس کی زندہ مثالیں ہیں۔

افسوس کے بغیر بندہ کر ہی کیا سکتا ہے؟

جب آپ کہیں کہ رائج شدہ مخلوط نظام تعلیم درست نہیں ہے تو انہی بچیوں کے والدین آپ کو دقیانوسی سوچ رکھنے والا سمجھنے لگیں گے۔

جب آپ کہیں گے کہ یہ تعلیم لڑکیوں کے لئے ان کی عزت سے زیادہ ضروری نہیں ہے تو یہی لڑکیاں آپ کو طعن و تشنیع کا نشانہ بنائیں گی۔

جب آپ کہیں گے کہ خواتین کو محدود رکھیں، باپردہ رکھیں، خواہش پرست مردوں کی نظروں سے دور رکھیں تو انہی یونیورسٹیز کے پروفیسرز وغیرہ آپ کو سادہ مولوی سمجھ کر اگنور کر دیں گے۔

جب آپ انہیں سمجھانے کی کوشش کریں گے کہ عورت جہاں بھی ہو کسی محرم کا اس کے ساتھ ہونا ضروری ہے، تو کہیں گے کہ آج کل کی عورت اتنی بھی ان کانفیڈنٹ نہیں ہے۔

جب آپ کہیں گے کہ عورت ناقص العقل ہے تو آپ کو امریکہ اور کینیڈا کی مثالیں دینے لگیں گے۔ (وہاں کے حالات سے کون واقف ہے؟)

حالانکہ روزانہ کی بنیاد پر بیوقوف بننے والی یہی خواتین ہیں جو حضرت عائشہ صدیقہ اور حضرت خدیجۃ الکبریٰ رضی اللہ عنہما سے خود کو زیادہ ہوشیار سمجھتی ہیں۔ والی اللہ المشتکی۔

اس مسئلے کا حل فی الحال تو اسی میں ہے کہ ملک بھر کی تمام یونیورسٹیوں میں صرف فیمیل کلاسز کا مطالبہ کیا جائے، اور جب تک مطالبہ نہ مانا جائے یونیورسٹیوں کا بائیکاٹ کیا جائے، ورنہ حقیقت تو یہی ہے کہ موجودہ عصری تعلیم کے لئے اس خراب ماحول میں خواتین کا گھروں سے نکلنا سرے سے جائز ہی نہیں ہے، اور امارت اسلامیہ افغانستان کی جانب سے حالیہ پابندیوں کی ایک بڑی وجہ یہ بھی ہے۔

اللہ پاکستان میں ہمیں شریعت کی بہاریں دکھائے، آمین۔ آپ دیکھیں گے کہ اس سلسلے میں تحریک طالبان پاکستان کے اقدامات ہر زاویے سے معنیٰ خیز اور خواتین کی عزتوں کے تحفظ کے لئے مفید ہوں گے۔ ان شاء اللہ العزیز۔

رواں سال 2023ء ماہ جولائی (ذوالحجہ محرم الحرام) میں تحریک طالبان پاکستان کی کارروائیوں کی تفصیلی



گزشتہ ماہ تحریک طالبان پاکستان کے مجاہدین نے کُل ۹۸ حملے کیے، جن میں ۱۹۷ فوجی، پولیس، سی ٹی ڈی، ایف سی اور خفیہ اہلکار ہلاک وزخمی ہوئے۔ اور مجاہدین نے دشمن سے ۵ کلاشنکوفیں بھی حاصل کیں۔
کارروائیوں کی تفصیل درج ذیل ہے:

یکم جولائی/۲۰۲۳ء

ولایت ڈی آئی خان، ضلع ٹانک کی تحصیل گومل کے علاقے شیخان کلی میں ناپاک فوج نے تحریک طالبان پاکستان کے مجاہدین پر کمین مارنے کی کوشش کی، مجاہدین نے بروقت کارروائی کرتے ہوئے آٹھ ایف سی اہلکاروں کو ہلاک کیا۔

یکم جولائی/۲۰۲۳ء

ولایت کوہاٹ، کرم ایجنسی کے علاقے بگن میں تحریک طالبان پاکستان کے مجاہدین نے ایم آئی کیلئے جاسوسی کرنے والے شخص کو ٹارگٹ کرکے ابدی نیند سلادیا۔

۲/جولائی/۲۰۲۳ء

ولایت بنوں، ضلع بنوں کی تحصیل نورنگ میں تحریک طالبان پاکستان کے مجاہدین نے ایم آئی کیلئے جاسوسی کرنے والے امیری کو قتل کرکے اس کی بندوق بھی حاصل کرلی۔

۲/جولائی/۲۰۲۳ء

ولایت ژوب، ضلع شیرانی کے علاقے دہنہ سر میں تحریک طالبان پاکستان کے مجاہدین نے ایف سی چیک پوسٹ پر دھاوا بول دیا، جس کے نتیجے میں کیپٹن سعید اور صوبیدار سمیت چار ایف سی اہلکار ہلاک ہوئے۔

۲/جولائی/۲۰۲۳ء

ولایت ژوب، ضلع شیرانی کے علاقے دہنہ سر میں تحریک طالبان پاکستان کے مجاہدین نے پولیس چیک پوسٹ پر حملہ کرکے چار پولیس اہلکاروں کو ہلاک کردیا۔

۲/جولائی/۲۰۲۳ء

ولایت ڈی آئی خان، ضلع ڈیرہ اسماعیل خان کی تحصیل کلاچی میں سیکیورٹی فورسز نے مجاہدین کے ایک مرکز پر چھاپہ مارا۔ مجاہدین نے جوانمردی سے مقابلہ کرتے ہوئے سیکیورٹی اداروں کے پانچ اہلکاروں کو ہلاک کردیا۔ تین مجاہدین بھی جھڑپ میں شہید ہوئے۔

۲/جولائی/۲۰۲۳ء

ولایت بنوں، شمالی وزیرستان کی تحصیل میر علی میں بنوں روڈ پر تحریک طالبان پاکستان کے مجاہدین نے ناپاک فوج پر اسنائپر سے حملہ کر کے دو فوجی اہلکاروں کو ہلاک کر دیا۔

۳/جولائی/۲۰۲۳ء

ولایت پشاور، خیبر ایجنسی کی تحصیل باڑہ کے علاقے تیراہ ٹاپوسر میں ایف سی چیک پوسٹ پر تحریک طالبان پاکستان کے مجاہدین نے لیزر گن حملہ کر کے دو ایف سی اہلکاروں کو زخمی کر دیا۔

۳/جولائی/۲۰۲۳ء

ولایت بنوں، شمالی وزیرستان کی تحصیل میر علی میں بنوں روڈ پر تحریک طالبان پاکستان کے مجاہدین نے اسنائپر سے حملہ کر کے ایک فوجی اہلکار کو ہلاک کر دیا۔

۴/جولائی/۲۰۲۳ء

ولایت پشاور، خیبر ایجنسی کی تحصیل باڑہ کے علاقے اکاخیل میں واقع سپین قبر ایف سی چیک پوسٹ پر تحریک طالبان پاکستان کے مجاہدین نے تعارضی حملہ کیا، جس میں مالی و جانی نقصان کا قوی امکان ہے۔

۴/جولائی/۲۰۲۳ء

ولایت ڈی آئی خان، جنوبی وزیرستان کی تحصیل سراروغہ کے علاقے سرکائی منزکائی میں تحریک طالبان پاکستان کے مجاہدین نے فوجی قافلے کی ایک گاڑی کو بم دھماکے کا نشانہ بنایا، جس میں چار فوجی اہلکار ہلاک جبکہ دو زخمی ہو گئے۔

۵/جولائی/۲۰۲۳ء

ولایت کوہاٹ، کرم ایجنسی کی تحصیل پاڑہ چنار میں گشت پہ مامور فوجی گاڑیوں پر تحریک طالبان پاکستان کے مجاہدین نے گھات لگا کر حملہ کیا جس میں چار اہلکار ہلاک اور دیگر زخمی اور ایک گاڑی جل کر خاکستر ہوئی۔

۶/جولائی/۲۰۲۳ء

ولایت پشاور، خیبر ایجنسی کی تحصیل باڑہ کے علاقے قمبر خیل میں واقع ساران سر پوسٹ پر گشت پر مامور ایف سی اہلکاروں پر بم دھماکہ کیا گیا جس میں دو اہلکار شدید زخمی ہوئے۔

۶/جولائی/۲۰۲۳ء

ولایت پشاور، خیبر ایجنسی کی تحصیل باڑہ، تیراہ میدان کے علاقے قمبر خیل میں تحریک طالبان پاکستان کے مجاہدین نے پولیس اہلکار اجمل خان ولد عمرا خان کو کرکٹ گراؤنڈ سے اٹھا کر نامعلوم مقام میں تحقیق کے بعد مجرم ثابت ہونے پر قتل کر دیا۔

۶/جولائی/۲۰۲۳ء

ولایت پشاور، خیبر ایجنسی کی تحصیل جمرود کے علاقے غونڈئی میں ناپاک فوج نے تحریک طالبان پاکستان کے مجاہدین پر حملہ کرنے کی کوشش کی تاہم مجاہدین نے جوابی کارروائی کرتے ہوئے میجر عبد اللہ کو ہلاک جبکہ چار اہلکاروں کو زخمی کر دیا۔

۶/جولائی/۲۰۲۳ء

ولایت بنوں، شمالی وزیرستان کی تحصیل دتہ خیل کے علاقے سدہ پل میں تحریک طالبان پاکستان کے مجاہدین نے اسنائپر سے حملہ کر کے فوج کے دو اہلکاروں کو ہلاک کر دیا۔

۶/جولائی/۲۰۲۳ء

اسی روز مجاہدین نے ہلاک شدہ اہلکاروں کو اٹھانے کیلئے آنے والے فوجیوں پر بھی حملہ کیا جس میں مزید ہلاکتوں کا قوی امکان ہے۔

۷/جولائی/۲۰۲۳ء

ولایت پشاور، خیبر ایجنسی کی تحصیل باڑہ کے علاقے اکاخیل میں سیال خان خوڑ چیک پوسٹ پر تحریک طالبان پاکستان کے مجاہدین نے ہینڈ گرینیڈ سے حملہ کر کے کئی پولیس اہلکاروں کو زخمی کر دیا۔

۸/جولائی/۲۰۲۳ء

ولایت پشاور، خیبر ایجنسی کی تحصیل باڑہ کے تیراہ میدان کے علاقے اکاخیل میں خوگی سرپوسٹ پر مجاہدین نے اسنائپر سے حملہ کر کے ایک ایف سی اہلکار کو زخمی کر دیا۔

۸/جولائی/۲۰۲۳ء

ولایت پشاور، خیبر ایجنسی کی تحصیل باڑہ کے علاقے اکاخیل میں زاوہ ایف سی پوسٹ پر تحریک طالبان پاکستان کے مجاہدین نے راکٹوں سے حملہ کر کے کئی ایف سی اہلکاروں کو زخمی کر دیا۔

۸/جولائی/۲۰۲۳ء

ولایت مردان، مردان سٹی کے علاقے گنبد گھڑی میں تحریک طالبان پاکستان کے مجاہدین نے ایک پولیس اہلکار کو گرفتار کیا، اہلکار کی منت سماجت کے بعد خیر سگالی کے طور پر اسے رہا کر دیا گیا، تاہم اس کا اسلحہ ضبط کر لیا گیا۔

۸/جولائی/۲۰۲۳ء

ولایت ڈی آئی خان، جنوبی وزیرستان کی تحصیل بدر کے علاقے کانیکرم میں تحریک طالبان پاکستان کے مجاہدین نے ایک فوجی گاڑی کو بم دھماکے کا نشانہ بنایا، جس میں ہلاکتوں کا قوی امکان ہے۔

۸/جولائی/۲۰۲۳ء

ولایت مردان، ضلع مردان کی تحصیل کاٹلنگ میں غنڈ و پولیس چوکی کے قریب تحریک طالبان پاکستان کے شارپ شوٹر دستے نے (سابق انویسٹی گیشن آفیسر) ڈی ایس پی کاٹلنگ فاروق زمان پر حملہ کر کے شدید زخمی کر دیا۔

۸/جولائی/۲۰۲۳ء

ولایت بنوں، شمالی وزیرستان کی تحصیل گڑیوم کے علاقے شاوَلی میں ناپاک فوج نے تحریک طالبان پاکستان کے مجاہدین پر چھاپہ مارا، مجاہدین نے بیسیوں گھنٹے مقاومت کی، مجاہدین نے نکلنے کیلئے جوابی حملہ کیا جس کے نتیجے میں دو فوجی اہلکار ہلاک ہوئے۔

۹/جولائی/۲۰۲۳ء

ولایت بنوں، شمالی وزیرستان کی تحصیل دتہ خیل کے علاقے دوہ توئی میں تحریک طالبان پاکستان کے مجاہدین نے اسنائپر سے حملہ کر کے ایک فوجی اہلکار کو ہلاک کر دیا جبکہ ایک سیکیورٹی کیمرہ بھی تخریب کا نشانہ بنایا۔

۹/جولائی/۲۰۲۳ء

ولایت ڈی آئی خان، جنوبی وزیرستان کی تحصیل تیارزہ کے علاقے عمر غزائی میں تحریک طالبان پاکستان کے مجاہدین نے ناپاک فوج پر حملہ کر کے دو اہلکاروں کو ہلاک کیا۔ کیمرہ بھی تخریب کا نشانہ بنا۔

۹/جولائی/۲۰۲۳ء

اسی روز اسی تحصیل کے علاقے کڑمہ میں بھی فوج پر حملہ کیا گیا جس میں ہلاکتوں کا قوی امکان ہے۔

۱۰/جولائی/۲۰۲۳ء

ولایت ڈی آئی خان، جنوبی وزیرستان کی تحصیل شکتوئی کے علاقے ورستہ کلی میں ناپاک فوج نے تحریک طالبان پاکستان کے مجاہدین پر چھاپہ مارنے کی کوشش کی، مجاہدین نے بروقت جوابی کارروائی کرتے ہوئے دو فوجی اہلکاروں کو ہلاک اور متعدد کو زخمی کر دیا۔

۱۰/جولائی/۲۰۲۳ء

ولایت ڈی آئی خان، ضلع ٹانک میں تحریک طالبان پاکستان کے مجاہدین نے مختیار نامی جاسوس کو اٹھا کر تفتیش کے بعد قتل کر دیا۔

۱۰/جولائی/۲۰۲۳ء

ولایت پشاور، خیبر ایجنسی کی تحصیل باڑہ کے علاقے علم گودر میں تحریک طالبان پاکستان کے مجاہدین نے خیبر رائفل سورڈنڈ فورٹ کیمپ کے کرنل کی گاڑی پر مائن حملہ کیا، جس میں وہ زخمی ہوا اور گاڑی بھی تخریب کا نشانہ بنی۔

۱۰/جولائی/۲۰۲۳ء

ولایت بنوں، ضلع لکی مروت کے علاقے لکی میں تحریک طالبان پاکستان

کے مجاہدین نے ایک پولیس وین کو مائن حملے کا نشانہ بنایا، جس کے نتیجے میں گاڑی مکمل طور پر تباہ ہوئی اور اس میں سوار پولیس اہلکار ہلاک وزخمی ہوئے۔

۱۰/جولائی/۲۰۲۳ء

ولایت بنوں، شمالی وزیرستان کی تحصیل دوسلی کے علاقے بلنکا میں تحریک طالبان پاکستان کے مجاہدین نے ناپاک فوج پر اسنائپر سے حملہ کرکے ایک فوجی اہلکار کو ہلاک اور ایک کو زخمی کردیا۔

۱۰/جولائی/۲۰۲۳ء

ولایت ملاکنڈ، لوئر دیر کی تحصیل لعل قلعہ کے علاقے کلپانی میں تحریک طالبان پاکستان کے مجاہدین نے ناپاک فوج پر لیزر گن سے حملہ کرکے تین فوجی اہلکاروں کو ہلاک کردیا۔

۱۲/جولائی/۲۰۲۳ء

ولایت بنوں، شمالی وزیرستان کی تحصیل میرعلی میں تحریک طالبان پاکستان کے مجاہدین نے فقیر ان چوک چیک پوسٹ پر ہلکے اور بھاری ہتھیاروں سے حملہ کیا جس کے نتیجے میں متعدد فوجی و لیویز اہلکار ہلاک وزخمی ہوئے، جبکہ تین مورچے اور ایک بکتر بند گاڑی بھی تخریب کا نشانہ بنیں۔

۱۲/جولائی/۲۰۲۳ء

بلوچستان کے ضلع قلعہ عبداللہ میں زنگلا چوکی پر تحریک طالبان پاکستان کے مجاہدین نے دستی بم سے حملہ کرکے دو پولیس اہلکاروں کو زخمی کردیا۔

۱۲/جولائی/۲۰۲۳ء

ولایت پشاور، پشاور سٹی میں سکیم چوک پولیس چیک پوسٹ پر تحریک طالبان پاکستان کے مجاہدین نے لیزر گن سے حملہ کرکے ایک پولیس اہلکار کو مار گرایا۔

۱۲/جولائی/۲۰۲۳ء

ولایت بنوں، شمالی وزیرستان کی تحصیل گڑیوم کے علاقے بوبلی میں تحریک طالبان پاکستان کے مجاہدین نے اسنائپر سے حملہ کرکے ایک فوجی اہلکار کو ہلاک کردیا۔

۱۳/جولائی/۲۰۲۳ء

ولایت کوہاٹ، کرم ایجنسی کی تحصیل پاڑہ چنار میں تحریک طالبان پاکستان کے مجاہدین نے ایک فوجی اہلکار کو فائرنگ کرکے قتل کردیا۔

۱۳/جولائی/۲۰۲۳ء

ولایت ڈی آئی خان، جنوبی وزیرستان کی تحصیل وانا کے علاقے اعظم ورسک نرگسی گاؤں میں ناپاک فوج نے تحریک طالبان پاکستان کے ایک مجاہد کے گھر پر چھاپہ مارنے کی کوشش کی، بروقت کارروائی کرتے ہوئے کئی فوجی اہلکاروں کو ہلاک وزخمی کیا اور بحفاظت نکلنے میں کامیاب ہوئے۔

۱۳/جولائی/۲۰۲۳ء

ولایت بنوں، شمالی وزیرستان کی تحصیل گڑیوم کے علاقے شادت خیل میں تحریک طالبان پاکستان کے مجاہدین نے ناپاک فوج پر اسنائپر سے حملہ کرکے ایک فوجی اہلکار کو ہلاک کردیا۔

۱۳/جولائی/۲۰۲۳ء

ولایت بنوں، شمالی وزیرستان کی تحصیل بویہ میں احمد خیل چیک پوسٹ کے قریب تحریک طالبان پاکستان کے مجاہدین نے ناپاک فوج کی گشتی پارٹی پر گھات لگا کر حملہ کیا جس میں دو فوجی اہلکار ہلاک ہوئے۔

۱۴/جولائی/۲۰۲۳ء

ولایت پشاور، پشاور سٹی، بڈھ بیر میں متنی پولیس تھانے پر تحریک طالبان پاکستان کے مجاہدین نے ہلکے اور بھاری ہتھیاروں سے حملہ کیا، جس کے نتیجے میں تھانے کے اندر ٹرانسفارمر اور کچھ گاڑیاں جل کر خاکستر ہوئیں جبکہ متعدد پولیس اہلکاروں کی ہلاکت کا بھی قوی امکان ہے۔

۱۴/جولائی/۲۰۲۳ء

ولایت بنوں، شمالی وزیرستان کی تحصیل گڑیوم کے علاقے وَلدین ثڑئے میں تحریک طالبان پاکستان کے مجاہدین نے لیزر گن سے حملہ کرکے ایک

فوجی اہلکار کو ہلاک کر دیا۔

۱۴/جولائی/۲۰۲۳ء

ولایت بنوں، شمالی وزیرستان کی تحصیل گڑیوم کے علاقے ٹیپ میں لیزر گن سے کیا گیا جس میں ایک فوجی اہلکار ہلاک ہوا۔ ایک جاسوسی کیمرہ بھی تخریب کا نشانہ بنا۔

۱۴/جولائی/۲۰۲۳ء

ولایت ڈی آئی خان، جنوبی وزیرستان کی تحصیل مکین کے علاقے سیرنارائی میں تور سر مورچہ پر تحریک طالبان پاکستان کے مجاہدین نے راکٹوں سے حملہ کیا، جس میں متعدد فوجی اہلکاروں کی ہلاکت کا قوی امکان ہے۔

۱۴/جولائی/۲۰۲۳ء

ولایت پشاور، خیبر ایجنسی کی تحصیل باڑہ کے علاقے تیراہ میدان، بر قمبر خیل میں تحریک طالبان پاکستان کے مجاہدین نے ایف سی چیک پوسٹ پر اسنائپر سے حملہ کر کے ایک اہلکار کو ہلاک کر دیا۔

۱۵/جولائی/۲۰۲۳ء

ولایت پشاور، خیبر ایجنسی کی تحصیل باڑہ میں تحریک طالبان پاکستان کے مجاہدین نے الحاج چیک پوسٹ پر لیزر گن سے حملہ کر کے ایک اہلکار کو زخمی کر دیا۔

۱۵/جولائی/۲۰۲۳ء

ولایت پشاور، خیبر ایجنسی کی تحصیل باڑہ کے علاقے ڈوگرہ میں تحریک طالبان پاکستان کے مجاہدین نے فوج کی ایک گشتی پارٹی پر گھات لگا کر حملہ کیا جس میں دو فوجی اہلکار ہلاک ہوئے۔

۱۵/جولائی/۲۰۲۳ء

آج صبح ولایت ڈی آئی خان، جنوبی وزیرستان کی تحصیل سرا روغہ کے علاقے سرکائی منچکائی میں چیک پوسٹ پر تحریک طالبان پاکستان کے مجاہدین نے اسنائپر سے حملہ کر کے ایک ایف سی اہلکار کو ہلاک کر دیا۔ ایک جاسوسی کیمرہ بھی تخریب کا نشانہ بنا۔

۱۵/جولائی/۲۰۲۳ء

ولایت کوہاٹ، کرم ایجنسی کی تحصیل صدہ کے علاقے گودر میں تحریک طالبان پاکستان کے مجاہدین نے حملہ کر کے پولیس پوسٹ کو اپنے قبضے میں لیا، دو پولیس اہلکاروں کو گرفتار کر کے ان کا اسلحہ ضبط کیا اور آئندہ پولیس ڈیوٹی نہ کرنے کی شرط پر رہا کر دیا، جبکہ پولیس پوسٹ کو نذر آتش کر دیا گیا۔

۱۶/جولائی/۲۰۲۳ء

ولایت پشاور، پشاور سٹی میں کوہاٹ اڈہ کے قریب تحریک طالبان پاکستان کے شارپ شوٹر دستے نے خفیہ ایجنسیوں کے ساتھ کام کرنے والے اہلکار کو ٹھکانے لگا دیا۔

۱۸/جولائی/۲۰۲۳ء

ولایت پشاور، خیبر ایجنسی کی تحصیل باڑہ کے علاقے قمبر خیل میں سمغاخی ایف سی پوسٹ پر تحریک طالبان پاکستان کے مجاہدین نے راکٹوں سے حملہ کیا جس میں ہلاکتوں کا قوی امکان ہے۔

۱۸/جولائی/۲۰۲۳ء

ولایت بنوں، ضلع لکی مروت کے علاقے سوربند میں تحریک طالبان پاکستان کے مجاہدین نے ایک فوجی مورچے پر ہلکے اور بھاری ہتھیاروں سے حملہ کیا جس میں مالی و جانی نقصان کا قوی امکان ہے۔

۱۸/جولائی/۲۰۲۳ء

ولایت بنوں، شمالی وزیرستان کی تحصیل گڑیوم کے علاقے کاکا خیل میں تحریک طالبان پاکستان کے مجاہدین نے ناپاک فوج پر اسنائپر سے حملہ کر کے دو فوجی اہلکاروں کو ہلاک کر دیا۔

۱۸/جولائی/۲۰۲۳ء

ولایت ژوب، ضلع ژوب کے گاؤں مرغہ میں تحریک طالبان پاکستان کے مجاہدین نے چھاپے کی نیت سے آنے والے ایف سی اہلکاروں کو محصور کر لیا اور لیزر گن اور ہلکے ہتھیاروں سے حملہ کر کے ۵ ایف سی اہلکاروں کو ہلاک اور ایک کو زخمی کر دیا

۱۸/جولائی/۲۰۲۳ء

ولایت پشاور، پشاور سٹی حیات آباد فیز ون تاتاری تھانے کے ساتھ سٹریٹ نائن میں تحریک طالبان پاکستان کے مجاہدین نے سٹی پیٹرولنگ پولیس پر حملہ کرکے ایک پولیس اہلکار کو ہلاک اور دو کو زخمی کر دیا۔

۱۸/جولائی/۲۰۲۳ء

ولایت پشاور، خیبر ایجنسی کی ولسوالی تحصیل باڑہ، تیراہ میدان کے علاقے لڑمی کنڈؤ میں تحریک طالبان پاکستان کے مجاہدین نے ایف سی پوسٹ پر لیزر گن سے حملہ کرکے دو ایف سی اہلکاروں کو ہلاک کر دیا۔

۱۹/جولائی/۲۰۲۳ء

ولایت ڈی آئی خان، ضلع ڈیرہ اسماعیل خان کی تحصیل کلاچی میں تھانے کے سامنے تحریک طالبان پاکستان کے مجاہدین نے ایک پولیس اہلکار کو اس وقت ٹارگٹ کیا جب وہ حسب معمول چائے پینے ہوٹل جا رہا تھا۔

۱۹/جولائی/۲۰۲۳ء

صوبہ بلوچستان کے ضلع پشین میں حرمزئی لیویز تھانہ پر تحریک طالبان پاکستان کے مجاہدین نے دستی بم سے حملہ کیا جس میں ایک سپاہی شاہ خالد شدید زخمی ہوا۔

۱۹/جولائی/۲۰۲۳ء

ولایت ملاکنڈ، باجوڑ ایجنسی کی تحصیل واڑہ ماموند کے علاقے ڈمہ ڈولہ میں دنگ حصار چیک پوسٹ پر تحریک طالبان پاکستان کے مجاہدین نے ہلکے اور بھاری ہتھیاروں سے حملہ کیا جس میں متعدد اہلکاروں کی ہلاکتوں اور زخمی ہونے کا قوی امکان ہے۔

۱۹/جولائی/۲۰۲۳ء

ولایت مردان، ضلع مردان کے علاقے کاٹلنگ میں تحریک طالبان پاکستان کے مجاہدین اور پولیس کے درمیان مقابلہ ہوا، جس میں متعدد پولیس اہلکاروں کی ہلاکت کا قوی امکان ہے۔

۱۹/جولائی/۲۰۲۳ء

ولایت پشاور، پشاور سٹی ریگی ماڈل ٹاؤن میں تحریک طالبان پاکستان کے مجاہدین نے ناکہ پر مامور پولیس اہلکاروں پر دھاوا بولا جس کے نتیجے میں دو پولیس اہلکار موقع پر ہی ہلاک ہو گئے جبکہ تین اہلکار ہسپتال میں دم توڑ گئے۔

۱۹/جولائی/۲۰۲۳ء

ولایت پشاور، خیبر ایجنسی کی تحصیل باڑہ کے علاقے نالہ میں تحریک طالبان پاکستان کے مجاہدین نے ایف سی کے قافلے پر گھات لگا کر حملہ کیا جس میں دو اہلکار ہلاک اور ایک زخمی ہوا۔

۲۰/جولائی/۲۰۲۳ء

ولایت بنوں، شمالی وزیرستان کی ولسوالی تحصیل میر علی کے علاقے پتسی اڈہ کے قریب ایف سی کی ایک چیک پوسٹ پر تحریک طالبان پاکستان کے مجاہدین نے اسنائپر حملہ کرکے دو ایف سی اہلکاروں کو ہلاک اور ایک کو زخمی کر دیا۔

۲۰/جولائی/۲۰۲۳ء

ولایت بنوں، شمالی وزیرستان کی تحصیل میر علی کے علاقے حوخیل میں پل مورچے پر تحریک طالبان پاکستان کے مجاہدین نے اسنائپر حملہ کرکے ایک فوجی اہلکار کو ہلاک کر دیا۔

۲۰/جولائی/۲۰۲۳ء

ولایت بنوں، شمالی وزیرستان کی تحصیل شوال کے علاقے شوئی خیل میں تحریک طالبان پاکستان کے مجاہدین نے لیزر گن سے حملہ کرکے دو فوجی اہلکاروں کو ہلاک کر دیا۔

۲۱/جولائی/۲۰۲۳ء

ولایت ڈی آئی خان، جنوبی وزیرستان کی تحصیل لدھا میں تحریک طالبان پاکستان کے مجاہدین نے ایک فوجی چھاؤنی پر دو میزائل داغے جو چھاؤنی کے عین وسط میں لگے، جس میں مالی و جانی نقصان کا قوی امکان ہے۔

۲۲/جولائی/۲۰۲۳ء

ولایت بنوں، شمالی وزیرستان کی تحصیل دتہ خیل کے علاقے گندہبہ میں تحریک طالبان پاکستان کے مجاہدین نے ایک فوجی گاڑی کو بم سے اڑایا جس میں سوار تمام فوجی ہلاک وزخمی ہوئے۔

۲۲/جولائی/۲۰۲۳ء

ولایت بنوں، شمالی وزیرستان کی تحصیل گڑیوم کے علاقے شادت خیل میں تحریک طالبان پاکستان کے مجاہدین نے اسنائپر میں ایک فوجی کو ہلاک اور ایک سیکیورٹی کیمرہ تباہ کیا۔

۲۲/جولائی/۲۰۲۳ء

ولایت پشاور، خیبر ایجنسی کی تحصیل باڑہ کے علاقے تیراہ میدان میں شینگڑی ایف سی پوسٹ پر تحریک طالبان پاکستان کے مجاہدین نے حملہ کیا، جس میں ہلاکتوں کا قوی امکان ہے۔

۲۲/جولائی/۲۰۲۳ء

صوبہ بلوچستان کے ضلع پشین کے گاؤں طور خیل سیدان میں تحریک طالبان پاکستان کے مجاہدین نے آئی ایس آئی کے آلہ کار باری آغا کو فائرنگ کرکے قتل کردیا۔

۲۳/جولائی/۲۰۲۳ء

ولایت کوہاٹ، کرم ایجنسی کی تحصیل پارہ چنار کے علاقے وربٹوپٹی میں تحریک طالبان پاکستان کے مجاہدین نے ناپاک فوج پر گھات لگا کر حملہ کیا جس میں ایک فوجی اہلکار ہلاک اور دو زخمی ہوئے۔

۲۳/جولائی/۲۰۲۳ء

ولایت ڈی آئی خان، جنوبی وزیرستان کی تحصیل سراروغہ کے علاقے سرکائی منزکائی میں تحریک طالبان پاکستان کے مجاہدین نے ایک ایف سی پوسٹ پر تعارضی حملہ کیا جس میں ایک ایف سی اہلکار ہلاک اور ایک زخمی ہوا۔

۲۳/جولائی/۲۰۲۳ء

ولایت بنوں، شمالی وزیرستان کی تحصیل گڑیوم کے علاقے کاکا خیل میں تحریک طالبان پاکستان کے مجاہدین نے اسنائپر حملہ کرکے ایک فوجی اہلکار کو ہلاک کردیا۔

۲۳/جولائی/۲۰۲۳ء

ولایت ڈی آئی خان، جنوبی وزیرستان کی تحصیل سراروغہ کے علاقے بنگیوالا میں تحریک طالبان پاکستان کے مجاہدین نے ناپاک فوج کا ایک جاسوسی ڈرون کیمرہ مار گرایا۔

۲۳/جولائی/۲۰۲۳ء

ولایت بنوں، شمالی وزیرستان کی تحصیل شوال کے علاقے کوچا میں ایک فوجی ٹرک کو مائن کے ذریعے نشانہ بنایا جس سے ٹرک میں سوار تمام اہلکار ہلاک اور زخمی ہوئے اور فوجی ٹرک بھی مکمل طور پر تباہ ہوا۔

۲۴/جولائی/۲۰۲۳ء

صوبہ بلوچستان، ضلع چمن میں مال روڈ کے قریب تحریک طالبان پاکستان کے مجاہدین نے ڈیوٹی پر مامور لیویز کے ایک اہلکار کو فائرنگ کرکے قتل کردیا۔

۲۴/جولائی/۲۰۲۳ء

صوبہ بلوچستان، ضلع چمن کے علاقے کلی احمد شاہ خان میں تحریک طالبان پاکستان کے مجاہدین نے ڈیوٹی پر مامور لیویز اہلکار سمیع اللہ ولد محمد افضل کو فائرنگ کرکے قتل کردیا۔

۲۵/جولائی/۲۰۲۳ء

ولایت کوہاٹ، کرم ایجنسی کے علاقے منڈان گاؤں کے قریب ایک فوجی پوسٹ پر تحریک طالبان پاکستان کے مجاہدین نے تعارضی حملہ کرکے ایک فوجی اہلکار کو ہلاک جبکہ تین اہلکاروں کو زخمی کردیا۔

۲۵/جولائی/۲۰۲۳ء

ولایت بنوں، شمالی وزیرستان کی تحصیل دتہ خیل میں بیزی پوسٹ پر

تحریک طالبان پاکستان کے مجاہدین نے ہلکے اور بھاری ہتھیاروں سے حملہ کیا جس میں ہلاکتوں کا قوی امکان ہے۔ حملے میں جاسوسی کیمرہ اور لائٹس وغیرہ بھی تخریب کا نشانہ بنے۔

۲۵/جولائی/۲۰۲۳ء

ولایت ملاکنڈ، باجوڑ ایجنسی کی تحصیل واڑہ ماموند کے علاقے منڑو جنگل میں ناپاک فوج کی گشتی پارٹی پر مائن بلاسٹ ہوا جس میں ایک فوجی ہلاک اور متعدد زخمی ہوئے تھے۔

۲۶/جولائی/۲۰۲۳ء

ولایت ڈی آئی خان، ضلع ٹانک کی تحصیل جنڈولہ میں تحریک طالبان پاکستان کے مجاہدین اور غلام فوج کے درمیان جھڑپ ہوئی جس میں کئی فوجی اہلکار شدید زخمی ہوئے اور مجاہدین بحفاظت نکلنے میں کامیاب ہوئے۔

۲۶/جولائی/۲۰۲۳ء

ولایت بنوں، شمالی وزیرستان کی تحصیل رزمک کے علاقے بوراخیل بازار میں واقع فوج کی ایک دفاعی چیک پوسٹ پر تحریک طالبان پاکستان کے مجاہدین نے اسنائپر حملہ کرکے ایک فوجی اہلکار کو ہلاک کردیا۔

۲۶/جولائی/۲۰۲۳ء

ولایت ڈی آئی خان، جنوبی وزیرستان کی تحصیل لدھا کے علاقے سام بیگہ میں تحریک طالبان پاکستان کے مجاہدین نے ناپاک فوج پر اس وقت مائن بلاسٹ کیا جب وہ ایک پوسٹ سے دوسرے پوسٹ کیطرف پیدل جارہے تھے، ایک فوجی ہلاک اور ایک زخمی ہوا۔

۲۷/جولائی/۲۰۲۳ء

ولایت ڈی آئی خان، جنوبی وزیرستان کی تحصیل شکتوئی کے علاقے جنتہ میں تنگ مورچے پر تحریک طالبان پاکستان کے مجاہدین نے تعارضی حملہ کیا جس میں دو فوجی اہلکار ہلاک اور متعدد زخمی ہوئے جبکہ ایک جاسوسی کیمرہ بھی تخریب کا نشانہ بنا۔

۲۷/جولائی/۲۰۲۳ء

آج ولایت بنوں، شمالی وزیرستان کی تحصیل شوال میں ایک فوجی پوسٹ پر تحریک طالبان پاکستان کے مجاہدین نے اسنائپر سے حملہ کرکے ایک فوجی اہلکار کو ہلاک کردیا۔

۲۷/جولائی/۲۰۲۳ء

ولایت کوہاٹ، کرم ایجنسی کی تحصیل پاڑہ چنار کے علاقے اوس گڑی تی میں تحریک طالبان پاکستان کے مجاہدین نے لیزر گن کے ذریعے حملہ کرکے ایک فوجی کو ہلاک اور ایک کو زخمی کردیا۔

۲۷/جولائی/۲۰۲۳ء

ولایت پشاور، خیبر ایجنسی کی تحصیل باڑہ کے علاقے تیراہ میدان میں تحریک طالبان پاکستان کے ایک شارپ شوٹر عاصم رحمہ اللہ پر ایف سی کی جانب سے چھاپہ پڑا، عاصم رحمہ اللہ نے بہادری سے لڑتے ہوئے جام شہادت نوش کیا اور دشمن کو بھی جانی نقصان پہنچایا۔

۲۷/جولائی/۲۰۲۳ء

ولایت پشاور، خیبر ایجنسی کی تحصیل باڑہ کے علاقے تیراہ میدان میں تحریک طالبان پاکستان کے ایک شارپ شوٹر پر ایف سی کی جانب سے چھاپہ پڑا، مجاہد ساتھی نے بہادری سے لڑتے ہوئے جامِ شہادت نوش کیا اور دشمن کو بھی جانی نقصان پہنچایا۔

۲۸/جولائی/۲۰۲۳ء

ولایت بنوں، شمالی وزیرستان کی تحصیل میر علی کے علاقے عیسوڑی کی پتیسی چیک پوسٹ پر تحریک طالبان پاکستان کے مجاہدین نے اسنائپر سے حملہ کرکے ایک ایف سی اہلکار کو ہلاک اور ایک جاسوسی کیمرے کو تخریب کا نشانہ بنایا

۲۸/جولائی/۲۰۲۳ء

ولایت بنوں، شمالی وزیرستان کی تحصیل حسوخیل کے علاقے میں ایک فوجی کو اسنائپر حملے میں مار گرایا گیا۔

۲۸/جولائی/۲۰۲۳ء

ولایت ڈی آئی خان، جنوبی وزیرستان کی تحصیل سراروغہ میں سید گئی چیک پوسٹ کے قریب تحریک طالبان پاکستان کے مجاہدین نے فوج کی گاڑی پر حملہ کیا جس میں دو فوجی اہلکار ہلاک اور دو زخمی ہوئے جبکہ گاڑی بھی مکمل طور پر تباہ ہوئی۔

۲۹/جولائی/۲۰۲۳ء

ولایت ملاکنڈ، باجوڑ ایجنسی کی تحصیل واڑہ ماموند کے علاقے منڑو جنگل میں تحریک طالبان پاکستان کے مجاہدین نے ایک فوجی ٹرک پر گھات لگا کر حملہ کیا، جس میں ہلاکتوں کا قوی امکان ہے۔

۳۰/جولائی/۲۰۲۳ء

ولایت پشاور، خیبر ایجنسی کی تحصیل باڑہ کے علاقے سپین قبر میں ایف سی اور جوائنٹ پولیس پوسٹ پر تحریک طالبان پاکستان کے مجاہدین نے ہینڈ گرینیڈز اور راکٹوں سے حملہ کیا جس میں ہلاکتوں کا قوی امکان ہے۔

۳۰/جولائی/۲۰۲۳ء

ولایت بنوں، شمالی وزیرستان کی تحصیل گڑیوم کے علاقے ڈاکی گوری ڈانگی میں تحریک طالبان پاکستان کے گھات لگائے مجاہدین نے فوجی قافلے پر حملہ کیا، جس میں چار فوجی اہلکار ہلاک اور متعدد زخمی ہوئے، جبکہ ایک گاڑی بھی مکمل طور پر تباہ ہوئی۔

۳۰/جولائی/۲۰۲۳ء

ولایت مردان، مردان سٹی کے علاقے ساڑو شاہ میں تحریک طالبان پاکستان کے مجاہدین نے پولیس کی گشتی پارٹی پر حملہ کیا جس میں پولیس کانسٹیبل فاروق ہلاک اور ایک پولیس اہلکار زخمی ہوا۔

۳۰/جولائی/۲۰۲۳ء

ولایت ڈی آئی خان، جنوبی وزیرستان کی تحصیل شکتوئی کے دواتوئی زاور کلی مورچہ پر تحریک طالبان پاکستان کے مجاہدین نے حملہ کر کے ایک فوجی اہلکار کو ہلاک جبکہ دو اہلکاروں کو زخمی کر دیا۔ ایک جاسوسی کیمرہ بھی تخریب کا نشانہ بنا۔

۳۱/جولائی/۲۰۲۳ء

ولایت پشاور، خیبر ایجنسی کی تحصیل باڑہ، تیراہ میدان کے علاقے اریٹنگہ ٹاپ فوجی پوسٹ پر تحریک طالبان پاکستان کے مجاہدین نے اسنائپر سے حملہ کر کے ایک فوجی اہلکار کو ہلاک کر دیا۔

رواں سال 2023ء ماہ جولائی ذوالحجہ۔ محرم الحرام

میں تحریک طالبان پاکستان کی کارروائیوں کی تفصیلی رپورٹ!

نوعیت عملیات

تعارضی حملے	13
گوریلہ حملے	10
سنائپر/لیزر حملے	29
گرنیڈ/بم دھماکے	12
جوابی حملے	11
میزائل حملے	01
ٹارگٹڈ حملے	12
گھات حملے	10

98
کُل حملے

197
جانی نقصان

ہلاکتیں	94
زخمی	103

نقصان اٹھانے والے ادارے

فوج	103
ایف سی	52
پولیس	37
خفیہ	05

جائے عملیات

ولایت ڈی آئی خان	20
جنوبی وزیرستان	15
ضلع ڈیرہ اسماعیل خان	02
ضلع ٹانک	03
ولایت بنوں	30
شمالی وزیرستان	27
ضلع لکی مروت	02
ضلع بنوں	01
ولایت پشاور	25
خیبر ایجنسی	20
ضلع پشاور	05
ولایت ملاکنڈ	04
ضلع لوئر دیر	01
باجوڑ ایجنسی	03
ولایت کوہاٹ	07
کرم ایجنسی	02
ولایت مردان	04
ضلع مردان	03
صوبہ بلوچستان	05
ضلع چمن	02
ضلع پشین	02
ضلع قلعہ عبداللہ	01
ولایت ژوب	03
ضلع ژوب	03

مجاہدین کو حاصل شدہ اسلحہ

05 عدد کلاشنکوف

تخریب

عدد فوجی پوسٹ	01
عدد پولیس چوکیاں	03
عدد پولیس موبائل	01
عدد ڈرون کیمرہ	01
عدد فوجی گاڑیاں	09
عدد جاسوسی کیمرے	09

گرفتاریاں: 4

مجلہ تحریک طالبان پاکستان
18
محرم الحرام ۱۴۴۴ ھ ق بمطابق اگست ۲۰۲۲ء

معلوم ہوا کہ فوجی سے ریٹائرمنٹ کے بعد بھی بھلائی کی توقع نہیں کی جا سکتی



بولتی تصویریں

طالبان
مجلہ تحریک طالبان پاکستان 18
محرم الحرام ۱۴۴۴ ھ ق بمطابق اگست ۲۰۲۲ء

اس یونیورسٹی کا نام تبدیل ہو تو بہتر ہوگا



بولتی تصویریں

کیا آپ کو معلوم ہے ؟
کہ ان بچوں پر ظلم کرنے والے دس بارہ ہزار
روپے دیکر تھانہ وعدالت خرید سکتے ہیں





بولتی تصویریں

کیا غریبوں کو ہاتھ کی کمائی کرنے کا بھی حق نہیں ہے؟

؟



بولتی تصویریں

کراچی پولیس ڈیفینس جانے والے ایک جوڑے سے
رشوت لیتے ہوئے



بولتی تصویریں

کیوں بھئی؟ آپ وزیر خزانہ ہیں کیا؟



بولتی تصویریں

مجلہ تحریک طالبان پاکستان 18
محرم الحرام ۱۴۴۴ھ ق بمطابق اگست ۲۰۲۲ء

کیا...؟
فوج کو یا ملک کو؟



بولتی تصویریں

طاقتیں تمہاری ہیں اور خدا ہمارا ہے

اپنی ناکامی کا الزام پڑوسیوں پر ڈالنے کا یہ بچگانہ طریقہ؟ ناکام تجربہ ہے یہ!


Khawaja M. Asif
@KhawajaMAsif
Follow

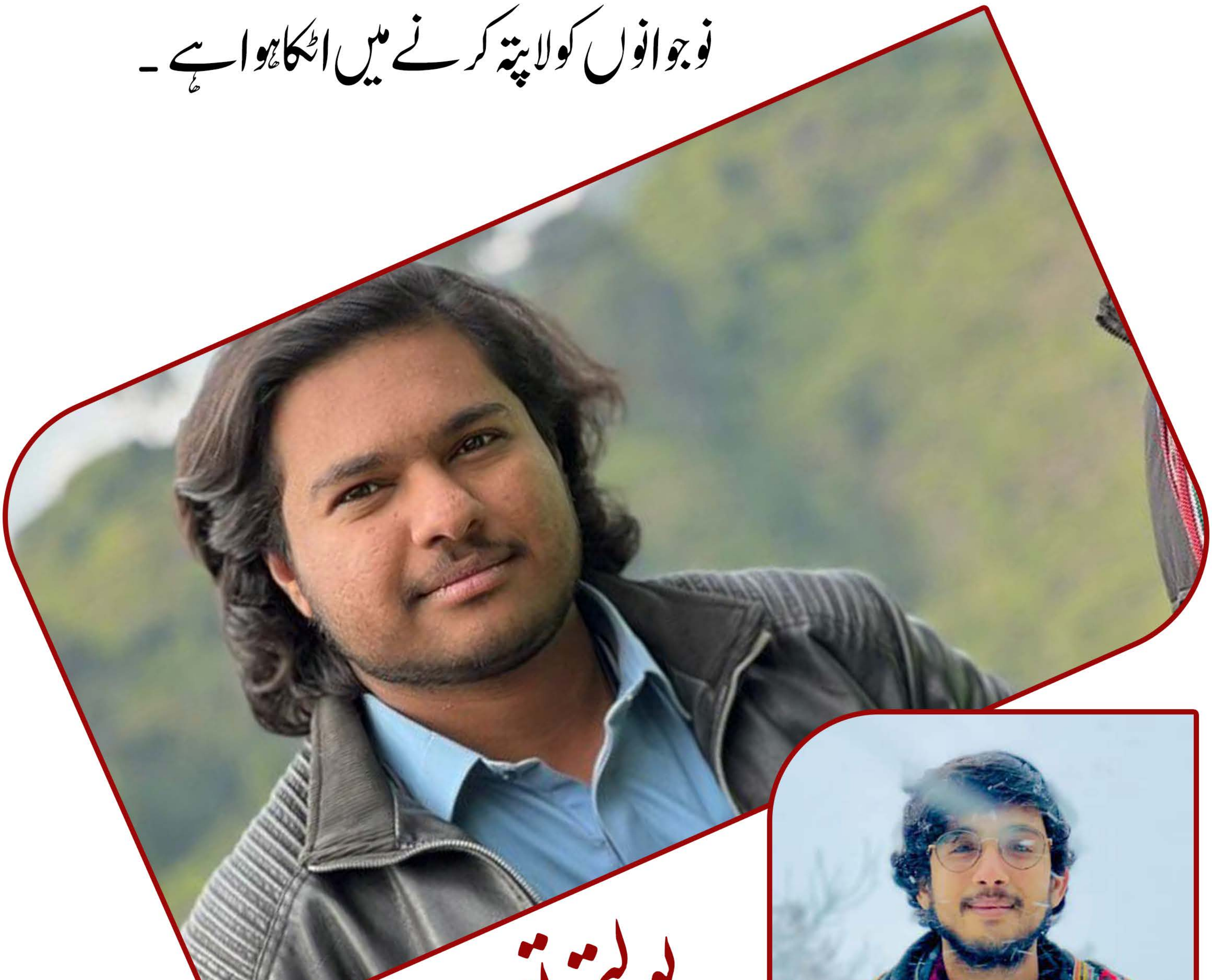
افغانستان همسایہ اور برادر ملک ہونے کا حق نہیں ادا کر رہا اور نہ ہی دوحہ معاہدے کی پاسداری کر رہا ہے. 50/60 لاکھ افغانوں کو تمامتر حقوق کیساتھ پاکستان میں 40/50 سال پناہ میسر ہے. اسکے بر عکس پاکستانیوں کا خون بہانے والے دہشت گردوں کو افغان سر زمین پہ پناہ گائیں میسر ہیں. یہ صورت حال مزید جاری نہیں رہ سکتی. پاکستان اپنی سرزمین اور شہریوں کے تحفظ کیلئے اپنے تمامتر وسائل بروئے کار لائے گا انشاءالله

بولتی تصویریں



مجلہ تحریک طالبان پاکستان 18
محرم الحرام ۱۴۴۴ ھ ق بمطابق اگست ۲۰۲۲ء

پاکستان کے ہمسایہ ممالک ترقیاتی کاموں اور سائنس و ٹیکنالوجی کی طرف متوجہ ہیں، مگر یہ اب تک نوجوانوں کو لاپتہ کرنے میں اٹکا ہوا ہے۔



بولتی تصویریں



مجلہ تحریک طالبان پاکستان 18
محرم الحرام ۱۴۴۴ھ بمطابق اگست ۲۰۲۲ء



مفتی محمد تقی عثمانی حفظہ اللہ کا ٹویٹ!

اپنی اس نااہلی اور انتہائی کمزوری کا شکوہ اپنے آپ کے علاوہ کس سے کریں کہ قرآن کریم اور ناموس رسالت کے خلاف بار بار کے حملے دیکھنے کے باوجود ہم اپنی غیرت ایمانی کے اصل تقاضوں پر عمل کرنے سے قاصر ہیں۔ ہم صرف زبانی احتجاج کر سکتے ہیں، لیکن کم سے کم ایمانی غیرت کا مظاہرہ کرتے ہوئے نہ ان سے سفارتی تعلقات توڑ سکتے ہیں نہ انکی مصنوعات کا مؤثر اور دیرپا بائیکاٹ کر سکتے ہیں۔

یا اللہ! ہمارے گناہ معاف فرما کر ہمیں اس ذلت کا مداوا کرنے کی توفیق عطاء فرما۔ آمین۔

